ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ جون ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

بیادگار حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

از حکیم عبدالمجید فاضل دیوبند پروچڑانی

حسین احمد مجاہد مرد غازی دیکھتے جاؤ
سنان و سیف کے نیچے نمازی دیکھتے جاؤ

نہ آیا جس کے دل میں خوف غیر اللہ کا ہرگز
شہنشاہوں سے اس کی بے نیازی دیکھتے جاؤ

درِ اغیار پر خم ہو سکا ہرگز نہ سر اس کا
یہ احساس خودی گردن فرازی دیکھتے جاؤ

مراحل طے کیے آزادئ ہند میں کٹھن اس نے
اسی میں سفر و ہجرت کی درازی دیکھتے جاؤ

حکیمانہ دقائق ہیں سلوکانہ حقائق ہیں
غزالی وقت فخر الدین رازی دیکھتے جاؤ

مجالس میں سیاست ہے مدارس میں دراست ہے
یہی حضرت کا شانِ امتیازی دیکھتے جاؤ

گزاری عمر ساری دین احمدؐ کی اشاعت میں
اسی کی دھن میں ان کی جانگدازی دیکھتے جاؤ

برابر ان کی تدریس و نصیحت کی محافل میں
روایاتِ شہنشاہی حجازی دیکھتے جاؤ

متاعِ دنیوی سے پاک رکھتا ہے یہ دِل اپنا
زر و زیور سے اس کی پاک بازی دیکھتے جاؤ

کسی خدمت کے صلہ میں نہیں اجرت کا یہ خواہاں
طمع لالچ سے اس کی احترازی دیکھتے جاؤ

تگ و دو روز و شب کرتا ہے ایسی دین کی خاطر
کہ آجاتے ہیں عاجز اسپ تازی دیکھتے جاؤ

اٹھا کر گوئے سبقت لے گیا یہ ہمسر ماٰنوں سے
کہوں کیا لے گیا کیسے یہ بازی دیکھتے جاؤ

بایں اوصاف بدقسمت جو کرتے ہیں گلہ اس کا
بصد افسوس اُن کی یہ غمازی دیکھتے جاؤ

خدا نے شرف تلمیذی کا پیدا کر دیا چارہ
حقیقی کارگر کی چارہ سازی دیکھتے جاؤ

جھکی ہوئی ہے اس کے بارِ منت سے کمر میری
توجہ سے پدر میرا مجازی دیکھتے جاؤ

محبت میں ہے عبدیت اگرچہ شاہ کیوں نہ ہوں
محبت میں محمود و ایازی دیکھتے جاؤ

مجیدؔ غوث میں جو علم و حکمت کی ہے تابانی
اسی محسن کی یہ بندہ نوازی دیکھتے جاؤ

○

اداریہ

وفاداری اور رواداری

عالمی سیاسیات اور بین الاقوامی الجھے ہوئے حالات پر ہمیں قلم اٹھانے کی ضرورت نہ تھی لیکن پاکستان اور اس کے دوستوں کے تعلقات ایسے موڑ پر آ پہنچے ہیں۔ جس کے بعد آگے چلنے کے لئے ہمیں بہت کچھ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوگی اس لئے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ملک کو غور وتدبر کی دعوت دیتے ہوئے دوسروں کو متوقع نتائج سے آگاہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں پاکستان بنتے کے وقت ہمارے حصہ کی فوجی طاقت مجتمع نہ تھی۔ اور بھی ایسے حالات پیدا کر دئے گئے تھے۔ جو ہمارے مقابلہ میں ہندوستان کے لئے زیادہ مفید اور موجب قوت و طمانیت تھے۔ بعد میں بھی انگریزی سیاست نے پاکستانیوں کے ساتھ بہتر سلوک روا نہیں رکھا تھا چنانچہ مرحوم لیاقت علیخاں کو کہنا پڑا کہ برطانیہ نے ہمیں گھڑے کی مچھلیاں سمجھ رکھا ہے کچھ عرصہ کے بعد دنیا پر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی۔ کہ طاقت کا توازن برطانیہ سے امریکہ کی طرف منتقل ہوچکا ہے۔ اور امریکہ ہی کمزور یا حاجت مند ممالک کو اُن کے مناسب حال امداد دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کے وزیر خارجہ سرظفراللہ خان کی سیاست کا تقاضا یہ ہوا کہ امریکہ سے دفاعی معاہدہ کر لیا جائے۔ چنانچہ یہ معاہدہ ہو کر امریکہ کو مشرق میں ایک بہترین دوست میسر آگیا جس نے ہر موقعہ پر امریکہ کو سپوٹ کیا۔

اگرچہ پاکستان میں ایک رائے یہ تھی کہ اس قسم کے معاہدات سے اجتناب کیا جائے۔ مگر پاکستان کے ارباب اقتدار نے پاکستان کے دفاع کے لئے ایسا کرنا ضروری سمجھا۔ امریکہ سے ہمارے دوستانہ تعلقات اور دفاعی معاہدہ کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ روس کے بلگانن نے اس کے بعد فوراً دہلی اور کابل کا دورہ کرلیا گویا اس نے بھارت اور افغانستان کو امریکی طاقت کے مقابلہ میں اپنی حمایت کا یقین دلایا مطلب یہ ہوا۔ کہ ہماری سیاست وہیں کی وہیں رہ گئی اسلئے کہ جہاں دفاعی معاہدہ سے ہمیں امریکہ کی حمایت حاصل ہوگئی وہاں ہمارے ہمسایہ ممالک کو روسی تعاون کا یقین ہوگیا چنانچہ روس نے مختلف اوقات میں اپنے دوستوں کی حمایت کا حق ادا کیا یہاں تک کہ سلامتی کونسل میں جب مسئلہ کشمیر پر رائے شماری ہوئی اور عالمی رائے کا فیصلہ

عظیم حادثہ

اس پرفتن دور اور قحط الرجال کے زمانہ میں علمبرداران حق وصداقت پہلے سے ہی چند گنی چنی ہستیاں تھیں۔ مگر جس سرعت سے بلند پایہ قدسی نفوس ہم سے جدا ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس سے ہر مسلمان کا دل فگار اور ملت کے مستقبل کے بارہ میں بے قرار ہوتا چلا جارہا ہے۔

ملک پر اللہ تعالےٰ کا کتنا فضل عظیم اور خاص کر لاہور پر کتنا بڑا احسان ہے کہ تکوینی کرشموں سے امرتسر سے ایک مایہ ناز جیّد عالم ربّانی بمعہ اپنے قیمتی مال ومتاع یعنی کتاب و سنت کے نشر و اشاعت والے دارالعلوم کے لاہور میں آکر اس قحط زدہ زمین کو سیراب کرتے ہیں۔ اور جب ان کا مشن تکمیل کے قریب پہنچتا ہے۔ وہ بلا لئے جاتے ہیں یہی سنت اللہ ہے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ کی یادگار صرف جامعہ اشرفیہ ہی نہیں ہے۔ جس لازوال بہاروں سے انشاءاللہ تعالیٰ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ہمیشہ خوشوقت ہوتی رہیگی بلکہ آپ نے روحانی تربیت کے ذریعہ کثیر التعداد تشنہ کاموں کو بھی سلوک عالیہ چشتیہ کے آب حیات سے سیراب کرتے ہوئے تھانوی جامعیت کا چراغ روشن رکھا۔

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ می دارد
برنگ اصحاب ظاہر را بہ بو ارباب معنیٰ را

آپ لاہور میں کامیابی سے آئے اور لاہور سے کامیابی سے تشریف لے گئے۔

آخری خوش نصیبی دیکھئے کہ موت غربت کی فضیلت بھی عطا فرمائی گئی۔ اور آپ کا وصال کراچی میں ہوا۔ اور وہیں مزار بنا۔ اگرچہ لاہور والے آپ کی قبر مبارک کے قرب سے محروم ہوئے مگر اللہ تعالےٰ کی یہی مشیت تھی جس پر ہم راضی ہیں شاید لاہور میں اس داعی توحید کی قبر کو اللہ تعالےٰ نے جاہلوں کی پوجا پاٹ سے بچانا تھا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور اُن کے تمام متعلقین اور خاص کر ان کے فرزندوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرماتے ہوئے اُن کو آپ کے نقش قدم پر چلنے اور خالصۃً للہ خدمت اسلام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہمیں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ناگہانی حادثہ میں ان کے تمام متوسلین سے ہمدردی ہے مگر ان سے بھی عرض ہے کہ وہ بھی مرحوم ومغفور کی طرح راضی برضا رہیں۔ اور ان کے مشن رد بدعت و احیاء سنت میں ہر طرح ساعی و کوشاں رہیں۔ یہی ان کا صدقہ جاریہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ خُدّامُ الدِّین لاہور

جلد ... شمارہ ...

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ
مطابق
۹ رجون ۱۹۶۱ء

اس شمارے میں

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے
فون ۶۷۵۴۵

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل سورۂ اذا زلزلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباسؓ اور انس ابن مالکؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے اور قل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور یا ایہا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے

شہادت کا درجہ کیونکر حاصل ہو

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَرَأَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت معقلؓ بن یسار کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے صبح کے وقت تین بار یہ کہا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم اور پھر تین آیتیں سورہ حشر کے آخر کی پڑھیں تو مقرر کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اس پر ستر ہزار فرشتوں کو جو شام تک اس پر رحمت بھیجے اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر مرتا ہے وہ اسی دن تو شہید مرتا ہے۔ اور جو شخص ان الفاظ وآیات کو شام کے وقت پڑھے اس کا بھی یہی مرتبہ ہوتا ہے

پچاس سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص پڑھے روزانہ دو سو مرتبہ قل ہو اللہ احد دور کئے جاتے ہیں۔ اس کے پچاس برس کے گناہ مگر قرض کا گناہ معاف نہیں کیا جائے گا (ترمذی۔ دارمی) اور ایک روایت میں دو سو مرتبہ کے بجائے پچاس مرتبہ کے الفاظ ہیں اور اس روایت میں قرض کا ذکر نہیں ہے)

سوتے وقت کا وظیفہ

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيَ ادْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت انسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ارادہ کرے سونے کا اپنے بستر پر تو چاہئے۔ کہ وہ داہنے پہلو پر لیٹے اور پھر سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو خداوند تعالےٰ اس سے فرمائے گا۔ اے میرے بندے داخل ہو تو جنت میں داہنی طرف سے

جنت واجب ہونیکا وظیفہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَّقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قل ہو اللہ احد پڑھتے سنا اور فرمایا واجب ہوئی میں نے پوچھا کیا چیز واجب ہوئی آپ نے فرمایا اس شخص کے لئے جنت واجب ہوئی۔

بستر پر جاتے وقت کا وظیفہ

عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت فروہ بن نوفلؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ کہا انہوں نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ میں بستر پر جاتے وقت (رات کو) پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا پڑھ قل یا ایہا الکفرون اس لئے کہ یہ سورۃ (ظاہر کرتی ہے) بیزاری کو شرک سے۔

عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَّظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَاَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقامات جحفہ اور ابواء کے درمیان سفر کر رہے تھے کہ ہم کو تیز وتند ہوا اور تاریکی نے گھیر لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ پڑھ کر دعا مانگنی شروع کی اور مجھ سے کہا عقبہ پناہ مانگ ان دونوں سورتوں کے ذریعہ سے کہ پناہ مانگنے کے معاملہ میں یہ دونوں سورتیں سب سے بہتر ہیں۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جون سنہ ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے سوا اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا

ان دنوں حضرت سندھ کے دورہ پر ہیں آپ کی عدم موجودگی میں احقر نے حلقہ ذکر کے بعد آپ کی ایک سابقہ تحریر پڑھ کر سنائی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے

عبید اللہ انور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی یاد یعنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥ (سورۃ الذٰریٰت ۳ع پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے

عربی دان حضرات ہی اس کلام کا زور سمجھ سکتے ہیں مَا اور اِلَّا حصر کے لیے آتے ہیں۔ یعنی عبادت کے سوا اللہ کی طرف سے انسانوں اور جنّوں پر کوئی ذمہداری عائد نہیں کی گئی۔ مکان بنایا۔ یا نہیں۔ کچا بنایا یا پکا۔ گائے بھینس رکھی یا نہیں ان کے متعلق کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ صرف یہ پوچھا جائے گا کہ عبادت کی تھی یا نہیں اس کا جواب تیار کرنے کے لئے جنوں اور انسانوں کو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

آدم علیہ السلام کے زمانہ سے دو لائنیں آرہی ہیں۔ اور یہ دونوں قیامت تک جائیں گی۔

۱۔ خیر یا حق کی۔
۲۔ شر یا باطل کی

دونوں کے داعی ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ خیر کی طرف دعوت دینے والے انبیاء علیہم السلام تھے اور ان کے بعد ان کے دروازے کے غلام شر کی دعوت دینے والے شیاطین ہیں شیاطین انسانوں اور جنّوں دونوں میں ہوں گے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ (سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا۔

سارے جنّ شیطان نہیں ان میں سے بعض اصحابہ کرام بھی ہیں۔ قرآن مجید میں جنّوں کے متعلق ایک مستقل سورۃ الجنّ موجود ہے جس میں جنّوں کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔ روایات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جنّ حضورؐ کی دعوت کرکے آپؐ کو اپنے ہاں لے گئے تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الثقلین ہیں۔ یعنی آپ کی بعثت جنوں اور انسانوں دونوں کی رہنمائی کے لئے ہوئی ہے

آج میں ایک خاص بات کہنی چاہتا ہوں جو غالباً اس سے پہلے میں نے اس مجلس میں کبھی نہیں کہی۔ سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ۔ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے

اس ارشاد باری سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کی لَو لگانا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے حضورؐ کا اتباع لازمی ہے۔ حضورؐ کا اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ ہندؤوں کے سادھو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کتنی نفس کشی اور ریاضت کرتے تھے۔ میں نے بعض سادھوؤں کو دیکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے بازو سکھا لیے۔ بعض ٹانگیں سکھا دیتے ہیں۔ یہ ساری ریاضت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ مگر چونکہ حضورؐ کا اتباع نہیں۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ کلمہ گو مسلمان کا جو پانچ وقتہ نماز کا پابند ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ اللہ سے تعلق جڑا ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہ اتباع نبی کریم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو باطن کی آنکھیں دیتا ہے۔ اس کو نظر آتا ہے۔ کہ ان سادھوؤں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کٹا ہوا ہوتا ہے۔ چونکہ توحید کا نور نہیں۔ اس لئے ان کی ساری ریاضت رائگاں جاتی ہے۔ اللہ کے ہاں ان کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر عبداللہ جان اور محمد دین کا عقیدہ درست نہیں۔ دل میں قرآن پر معترض ہیں۔ اور بظاہر مسلمان ہیں۔ ان کی بھی عبادت قبول نہ ہوگی۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ سورۃ البقرۃ ۱۰ع پ۱۔

ترجمہ۔ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو۔

پاک اور پلید مل جائے تو سب پلید ہو جاتا ہے۔ ایمان اور کفر مل جائے تو ایسا ایمان اللہ کو مقبول نہیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ کیا ہم حضورؐ کی تابعداری کر رہے ہیں۔ پنجابی اسلام، بنگالی اسلام، کشمیری اسلام۔ حضورؐ نے اس قسم کے ۷۲ کھوٹے اسلاموں کو مردود فرمایا ہے۔ سب کے لئے دوزخ کی وعید آئی ہے ایک ناجی فرقہ ہے۔ اس کے متعلق جب صحابہ کرام نے دریافت کیا تو حضورؐ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (جس راستہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں) اگر پیر اس کے خلاف ہے تو وہ خود بھی اندھا اور اس کے متبعین بھی اندھے ہوں گے۔ مسلک محمدی کے خلاف کوئی عمل مقبول بارگاہِ الٰہی نہیں ہوسکتا۔ نام عبداللہ جان ہو اور اندر کفر، شرک اور نفاق اعتقادی ہو تو نام سے نجات نہ ہوگی۔ صاحب دل شکل دیکھ کر بتلا دے گا۔ کہ مردود بارگاہ الٰہی ہے۔

حضرت امروٹی جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ ان کا ایک خادم عبدالستار ہے۔ اب بھی زندہ ہے۔ اور نیم پاگل سا ہے۔ مگر کامل کا عکس اس پر پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اعلیٰ درجہ کا توحید پرست ہے۔ وہ ایک کسی بزرگ کے مزار پر گیا۔ وہاں عورتیں اولاد کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ان سے کہنے لگا۔ کہ مائی! اولاد قبر والے

والے نہیں دیتے۔ بلکہ اولاد خاوندوں سے ملتی ہے۔ ایک دوسرے خادم کا واقعہ سنیئے۔ وہ گڈریا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیر صاحب نے اس کے ریوڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کی حفاظت کے لئے کتا کیوں نہیں رکھتے وہ عرض کرتا ہے کہ حضرت! اب تو میرا اعتماد اللہ پر ہے۔ کہ وہی میری بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرے گا۔ کیا میں اللہ سے اعتماد اُٹھا کر کتے پر کرنے لگوں؟ یہ صحبت کا اثر ہے۔

جس سے محبت ہو۔ اس کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ مثلاً آب زمزم اور مدینہ کی کھجوریں امیر ہو یا غریب۔ جس مسلمان کو دی جائیں۔ وہ محبت سے لیتا ہے۔ اگر کسی کے متعلق دل میں نفرت ہو تو اس کی ہر چیز ردّ کر دی جاتی ہے۔ جب ہم میں اتنی غیرت ہے کہ جو ہماری توہین کرے ہم اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی غیرت کا ہم اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ وہ کافر، مشرک اور نفاق اعتقادی کے منافق کی کوئی عبادت قبول نہیں کرتا۔ لاہور میں ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں۔ جن کے سینہ میں نور قرآن نہیں ہے۔ جن علماء اور فقراء سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے اندر بھی نہیں ہے۔ اس لئے دونوں گمراہ ہیں۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

جب اندر نور توحید ہی نہیں ہے۔ تو عبادت جانی ہو یا مالی۔ سب بے کار ہیں۔

ہماری پریوی کونسل سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہر بات کا فیصلہ کرانے کے لئے ان کے حضور میں جائیے۔ کیا حضورؐ نے یہ تعلیم دی تھی۔ کہ گلے میں پیسے ڈالا کرو۔ دعویٰ تو ہر شخص یہی کرتا ہے۔ کہ میں محمد رسول اللہ کا غلام ہوں۔ لیکن غلامی کے لئے اتباع نبوی پہلی شرط ہے۔ اس پر کوئی پورا اترتا ہے۔

حضور کا اتباع صحیح معنوں میں صحابہ کرام نے کرکے دکھایا۔ اس لئے سنت کے ساتھ صحابہ کرام کے طریقہ کا اتباع بھی ضروری ہے۔ میرے متعلق مخالفین نے یہ مشہور کیا ہوا ہے۔ کہ یہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اس کے متعلق میں بارہا جمعہ۔ درس اور اس مجلس میں کہہ چکا ہوں کہ جو اولیاء کرام کا انکار کرتا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔ لیکن جو ان کو خدا کے درجے پر لائے اس پر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ لعنت کے معنی ہیں۔ رحمت سے دوری یعنی ملعون سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر شروع کرنے سے پہلے گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھ کر محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے۔ یہ ہماری گیارھویں ہے۔ اور یہی اصلی قادریت ہے۔ ان بھلے مانسوں نے گیارھویں گوجروں سے دودھ اور کھیر لینے کو سمجھ رکھا ہے۔ جو ان کو گیارھویں کھلادے حنفی۔ خواہ وہ تارک نماز ہو جو نہ کھلاوے وہ وہابی۔ کیا یہی دین لوگوں کو پہنچاؤ گے؟ آپ نے ہماری اور ان کی گیارھویں میں فرق ملاحظہ فرمایا۔

اتباع رسولؐ سے ہی تعلق باللہ درست ہوسکتا ہے۔ اتباع۔ عقائد۔ اعمال۔ عبادات، معاملات شادی و غمی۔ عادات و اطوار۔ صورت اور سیرت غرضیکہ ہر عمل حیات میں ہونا چاہئیے۔ اس آئینہ میں لاہوریوں کا منہ دیکھا جائے۔ تو خد و خال بگڑے ہوئے نظر آئیں گے۔

رنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

لاہور میں اس کو حنفی کہتے ہیں۔ جو مخلوط اسلام پر عمل کرے۔

ہم وہ بدمست قلندر ہیں
کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

جو توحید خالص کی طرف دعوت دے لاہوری مسلمان اس کو وہابی کہتے ہیں۔ "اصلی حنفیت" میں نے ایک رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک بھی مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو میں یا حنفیت سے اپنا نام کٹوا لوں گا۔ یا فوراً اصلاح کر دوں گا۔ یہ سب کفر اور شرک کرتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا نام بدنام کرتے ہیں۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور حضورؐ کے امتی ہیں اگر کوئی صوفی آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ لیکن اس کا علم اور عمل کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ تو اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور ہمیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(بقیہ اداریہ)

ہمارے حق میں ہونے لگا۔ ہندوستان کے اڑے وقت میں روس نے اپنا حق تنسیخ استعمال کرکے ساری کاروائی کالعدم کر دی۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ نے ہمارے ساتھ یہ مہربانی کی کہ ہمیں گیہوں وغیرہ کے سوا فنی امداد دی اور ترقیاتی اسکیموں کے لئے کروڑوں روپے دیے۔ مگر ہماری سمجھ میں دفاعی معاہدہ کے رکن امریکہ کی یہ پالیسی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ کہ وہ جتنی امداد ہم کو دے رہا ہے۔ اس سے زیادہ بھارت کو بھی دیتا ہے۔ امریکہ نے مسئلہ کشمیر کے حل کرنے میں بحق پاکستان اپنا پورا رسوخ استعمال نہ کیا اور وہ مسئلہ دن بدن الجھتا ہی چلا گیا۔

حتیٰ کہ امریکہ نے چند بار یہ اعلان کیا۔ کہ کشمیر کا مسئلہ ہندوستان و پاکستان کے آپس میں طے کرنے کا ہے۔ اور اب اس نے صفائی سے یہ کہہ دیا کہ امریکہ پاکستان اور ہندوستان کے معاملات میں غیر جانبدار ہے۔ قارئین کرام اور انصاف پسند دنیا کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔ کہ امریکہ سے دفاعی معاہدہ کی وجہ سے پاکستان نے بہت سے خطرات کو مول لیا۔ بعض ممالک کے طعنے سہے۔ اور اُس نے کھل کر یہ کہا کہ آج کی دنیا میں غیر جانبدار رہ کر کوئی چھوٹا ملک اپنی حفاظت نہیں کرسکتا۔ ادھر پاکستان کا یہ ایفاء عہد اور دوست سے وفاداری اور اُدھر ہمارے اس حلیف اور دولت ملک امریکہ کی یہ رواداری کہ وہ ہمارے متنازعہ مسائل میں ہمارے اور فریق مقابل کے درمیان غیر جانبداری کا اعلان کرتا ہے اور اب معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہاں تک پہنچ گیا کہ امریکہ کا نائب صدر مسٹر نہرو کے پاس صدر امریکہ کینیڈی کی یہ درخواست لاکر پیش کرتا ہے۔ کہ آپ ایشیا کی لیڈری قبول کریں۔ گویا جو بھارت دو مسلمان ریاستیں حیدر آباد دکن اور جونا گڑھ ہضم کرکے کشمیر کو بھی نگلنا چاہتا ہے۔ اور جس سے نبٹنے کے لئے ہم سب کچھ کر رہے ہیں

اسی بھارت کو امریکہ ہمارا قائد اعظم بنانا چاہتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم تو اس امید میں تھے۔ کہ ہماری مشکلات کو حل کرنے میں امریکہ ہماری مدد کرے گا۔ مگر وہ اس کا تو نام نہیں لیتا البتہ اپنی مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمیں استعمال کرنا چاہتا ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ جس بت کافر (امریکہ) کی خاطر روس نے ہماری مخالفت کی اور ہم نے اس کی خاطر اتنا بڑا خطرہ مول لیا آج وہی امریکہ اندھیری رات کی طوفانی موجوں میں ہمیں تنہا چھوڑ کر تماشا دیکھنے کا متمنی ہے علماء اسلام نے پہلے کہا تھا کہ ہماری سیاست ان خارجی اثرات سے بالکل آزاد ہونی چاہئیے۔ مگر مرحوم حکومتوں اور وزارتوں اور

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - اَمَّا بَعْدُ -

گذشتہ تباہ شدہ قوموں کیلئے سب سے بڑا خیر خواہ

پیغمبرِ وقت ہی ہوتا تھا۔ اور اسی پیغمبرِ وقت ہی کی مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا تھا

اس عنوان کے شواہد

پہلا شاہد

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے ربّ کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور تاکہ رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کردیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے

آپ نے نوح علیہ السلام کا ارشاد سنا

فرماتے ہیں۔ کہ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔

نصیحت کرتا ہوں

یعنی تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ تمہیں وہ راستہ بتاتا ہوں۔ کہ تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ۔

نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن کی خیر خواہی سے

فائدہ نہ اٹھایا

اور غرق کردی گئی

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کردیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی غرقابی کا باعث

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانا تھا

اور ارشاد ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

کیا حضرت نوح علیہ السلام کے آدمی سارے کے سارے ظاہری آنکھوں کے اندھے تھے

نہیں

یہ ظاہر کی دو آنکھیں تو سوروں اور کتوں اور بلیوں کی بھی ہیں۔

بلکہ

وہ لوگ دل کی آنکھوں کے اندھے تھے۔ کہ حق اور باطل میں تمیز نہیں کرسکتے تھے

عبرت

اب بھی دل کی بصیرت والے تو اسلام کی سچائی کو فوراً مان جاتے ہیں۔ کہ ایسا جامع اور مانع قانون عالم الغیب والشہادۃ کی طرف سے نازل ہوسکتا ہے۔ اور جو عقل کے اندھے ہیں۔ ان کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سمجھائے تو بھی نہیں مانتے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دوسرا شاہد

دوسری قوم جو عذاب الٰہی سے تباہ ہونیوالی ہے

قوم عاد ہے

اس قوم کی طرف نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۹)

ترجمہ ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا ۔ فرمایا اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں ۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں ۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں ۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں ۔ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں ۔

قوم کا ہود علیہ السلام

کو جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ انہوں نے کہا ۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے ۔ کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے ۔ انہیں چھوڑ دیں ۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے ۔ وہ لے آ ۔ اگر تو سچا ہے ۔

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا ۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ۔ ان کی جڑ کاٹ دی ۔ اور وہ مومن نہیں تھے ۔

عذاب کی کیا صورت ہوئی

ہود علیہ السلام کی قوم ۔ قوم عاد کی تباہی

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ○

(سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ ۔ اور لیکن قوم عاد ۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی ۔ (اگر تو موجود ہوتا ۔ تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا ۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ۔ سو کیا تمہیں ان میں کا بچا ہوا نظر آتا ہے ۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

(ای میری قوم) ہود علیہ السلام کی قوم سے عبرت حاصل کرو ۔ اگر تم بھی اپنے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کروگے ۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی سزا کا آنا بعید از قیاس نہیں

لہذا ڈرو

اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے سے بچو ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

تیسرا شاھد

یعنی تیسری قوم جو عذاب الٰہی سے

تباہ ہونیوالی ھے

وہ قوم صالح علیہ السلام ھے

(وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا ۔ فرمایا ۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ تمہیں تمہارے ربّ کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے ۔ یہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے ۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھائے اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا ۔

سرداران قوم کا غرباء سے

سوال

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا ۔ جو ایمان لاچکے تھے ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا ۔ جو وہ لے کر آیا ہے ۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں ۔ متکبروں نے کہا ۔ جس پر تمہیں یقین ہے ۔

قوم کے متکبر لوگوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دئے ۔ اور کہا ۔ کہ اے صالح (علیہ السلام) لا تو وہ جس کی ہمیں دھمکی دیا کرتا تھا یعنی

عذاب

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا ۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ۔

قوم کی تباہی کے بعد

حضرت صالح علیہ السلام وھاں سے چلے گئے اور فرمایا

(وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○ سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ اور فرمایا ۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا ۔ اور تمہاری خیر خواہی کی ۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر وقت کی مخالفت

کے باعث قوم کو تباہ کردیا

اے میری مسلم قوم

سابقہ قوموں کے حالات تمہارے لئے تازیانہ عبرت ہیں ۔ اگر تم بھی اپنے (خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کروگے ۔ تو تمہارا انجام تباہی پر ہوگا ۔ خواہ کسی صورت میں ہو ۔

وما علینا الا البلاغ

دعاء

باپ ماں جس طرح بچوں کے لئے
رہتے ہیں ہر دم حفاظت میں لگے
تو بھی ایسی ہی حفاظت کر مری
اور ایسی ہی حراست کر مری

جناب مولانا ایم عبدالرحمن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

بیان القرآن

(ملخص از تقریر قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

شروع میں جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے قرآن لاتے ان کے پڑھنے کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تاکہ جلد اسے یاد کر لیں اور سیکھ لیں مبادا جبرائیل چلے جائیں۔ اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے مگر اس صورت میں آنحضرت ؐ کو سخت مشقت ہوئی جب تک پہلا لفظ کہتے اگلا سننے میں نہ آتا اور سمجھنے میں بھی ظاہر ہے دقت پیش آتی ہو گی اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی حاجت نہیں۔ ہمہ تن متوجہ ہو کر سننا ہی چاہیے۔ یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہے گا۔ پھر کیسے پڑھونگا۔ اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا۔ اس کا تمہارے سینہ میں حرف بحرف جمع کر دینا اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جبرئیل علیہ السلام جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں۔ آپ خاموشی سے سنتے رہیے۔ آگے اس کا یاد کرانا اور اس کے علوم و معارف کا تمہارے اوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں تک پہنچانا۔ ان سب باتوں کے ہم ذمہ دار ہیں اس کے بعد حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھنا ترک کر دیا یہ بھی ایک معجزہ ہوا کہ سارا وحی سنتے رہے اس وقت زبان سے ایک لفظ نہ دہرایا۔ لیکن فرشتہ کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ ایک زبر و زیر کی تبدیلی کے بغیر فر فر سنا دی اللہ سمجھا دی۔ یہ اس دنیا میں ایک چھوٹا سا نمونہ ہوا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر رہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بہ حرف بغیر ادنیٰ فروگذاشت کے اپنے پیغمبر کے سینہ میں جمع کر دے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے؟ کہ ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرمائے بے شک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ (پ ۲۹ ع ۱۷)

(ترجمہ) اس کے پڑھنے پر تو اپنی زبان نہ چلا تاکہ جلدی اس کو (قرآن) سیکھ لے اس تیرے سینہ میں جمع رکھنا اور تیری زبان سے پڑھنا ہمارے ذمہ ہے پھر جب ہم فرشتہ کی زبانی پڑھنے لگیں تو اس پڑھنے کے ساتھ رہ پھر اس کو کھول کر بیان کرنا بے شک ہمارے ذمہ ہے

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ)

حفاظت الفاظ و معانی قرآن سینہ نبوی میں

قرآن ہی نے حدیث کے محفوظ من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کے بعد انکار حدیث کی نہ صرف یہی گنجائش باقی نہیں رہتی بلکہ یہ انکار پہاڑ سے سر پھوڑ لینے کے مترادف ثابت ہوتا ہے۔ جس سے منکر کے ایمان میں یقیناً خلل پڑ سکتا ہے۔ لیکن روایت حدیث کے نظم میں کوئی ادنیٰ خلل نہیں آ سکتا وجہ یہ ہے کہ قرآن کے ارشاد کے مطابق قرآن فہمی بلا بیان کے نہیں ہو سکتی اور یہ کہ بیان ہی سے مرادات خداوندی کھل سکتی ہیں اس لئے قرآن کی حفاظت کے معنی صرف اس کے الفاظ کی حفاظت سے نہیں ہو سکتے بلکہ قرآن مع بیان کی حفاظت کے ہونگے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں ایک درجہ الفاظ و تعبیرات کا ہے جس کا تعلق قرآۃ خداوندی اور پیغمبر کی لسانی حرکت سے ہے اور ایک درجہ معانی و مطالب اور مرادات خداوندی کا ہے۔ یعنی بیان بھی محفوظ ہو۔ ورنہ اگر الفاظ کی حفاظت ہو جائے اور معنی کی رہ جائے تو گویا نصف قرآن کی حفاظت ہوئی اور نصف غیر محفوظ رہ گیا یا معانی کی حفاظت تو کی جائے اور الفاظ تعبیرات کی چھوڑ دی جائے تو پھر بھی وہی نصف قرآن کی حفاظت ہوئی اور نصف کی رہ گئی۔ اس لیے مکمل حفاظت جب ہی ہو سکتی ہے۔ جب لفظ و معنی اور قرآن و بیان دونوں محفوظ کر دئیے جائیں ورنہ ناقص حفاظت ہو گی جسے حفاظت نہیں کہا جا سکتا حالانکہ دعویٰ حفاظت کاملہ کا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ ۱۴ ع ۱)

ہم نے خود یہ نصیحت قرآن اتاری ہے۔ اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ یعنی قیامت تک ہر طرح کی تعریف لفظی و معنوی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ لفظ حافظون کے مطلق لانے سے واضح ہے اس بناء پر حق تعالیٰ نے دونوں ہی کی حفاظت کا ذمہ لیا کہ ایک کے بغیر دوسرے کا محفوظ رہنا دشوار تھا۔

چنانچہ جہاں تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تعلق ہے حق تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کی حفاظت کی ذمہ داری عَلَيْنَا کلمہ سے فرمائی جو اپنے اوپر لازم کر لینے کے معنی میں آتا ہے یعنی عَلَيْنَا ہی کے کلمہ سے تو قرآن کی جمع و حفاظت کا سینۂ نبوی میں ذمہ ظاہر فرمایا اور ظاہر ہے کہ قرآن کے معنی مایُقرأ کے ہیں یعنی پڑھے جانے کی چیز اور پڑھے جانے کی چیز ظاہر ہے کہ الفاظ ہیں معنی نہیں ہو سکتے۔ اس لیے

سے تحفظ الفاظ کا وعدہ ہوا۔ پھر عَلَيْنَا ہی کے کلمہ سے حضورؐ کے لیے ان الفاظ کے مطالب و مرادات کھول دینے کا ذمہ لیا ہے بیان کہتے ہیں۔ کیونکہ بیان کے معنی کھول دینے اور واضح کر دینے کے ہیں اور واضح معانی ہی کیے جاتے ہیں جو لفظوں میں مخفی اور لپٹے ہوئے ہوتے ہیں نہ خود الفاظ کہ وہ ہر ایک حرف شناس کے لئے واضح ہوتے ہیں۔ اس لیے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ سے اس بیان کی حفاظت کی ذمہ داری واضح ہو گئی پھر ثُمَّ کا لفظ بھی اس کی کھلی دلیل ہے کہ اس کے بعد عَلَيْنَا سے جو ذمہ داری لی جا رہی ہے اس کا پہلی ذمہ داری سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ ثُمَّ کا لانا عبث ہو جائے گا پس عَلَيْنَا کا تکرار اور ثُمَّ سے ان دونوں میں فصل، ان دونوں ذمہ داریوں کو کھلے طور پر واضح کر دیتا ہے ایک الفاظ۔ قرآن کی حفاظت کی اور ایک بیانِ قرآن کی، ظاہر ہے کہ اس بیان کو جو قرآن کے بارہ میں سینۂ نبوی میں ڈالا گیا جس تعبیر سے بھی ڈالا گیا ہو جب وہ حضور اکرم کے سینہ مبارک میں کسی ملفوظ کی شکل میں خطور و گذر کرے تو وہی حدیث نبوی ہے جس کا مضمون تو من اللہ ہے اور الفاظ من الرسولؐ، اور ثُمَّ عَلَيْنَا سے اسی بیان کو سینۂ نبوی میں محفوظ کر دینے کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے فرمائی تو دوسرے لفظوں میں حدیث کے تحفظ کی ذمہ داری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حد تک اللہ کی طرف سے ثابت ہو گئی یا پس اگر قرآن (مَا یُقْرَأُ) ضائع نہیں ہو سکتا۔ تو بیان (مَا تُبَيِّنُ) بھی ضائع نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ نے پہلی چیز یعنی الفاظ تو رسولؐ تک بذریعہ قراۃ پہنچائے چنانچہ کہیں فَاِذَا قَرَاْنٰهُ (جب ہم قرأۃ کرنے لگیں) فرما کر اپنے کو قاری ظاہر فرمایا اور کہیں نَتْلُوْا عَلَيْكَ (ہم تم پر اسے نبی تلاوت کرتے ہیں۔ فرما کر اپنے کو تلاوت کنندہ فرمایا۔

ادھر دوسری چیز یعنی مراد و مطالب کا بیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ تعلیم پہنچایا کیونکہ علم کا موضوع الفاظ کو پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کے معانی و مطالب کا سمجھانا ہوتا ہے۔ اور اس کو تعلیم کہتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے ہی کو معلم رسول بھی فرمایا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ؕ (پ ۵ ع ۱۴)

(ترجمہ) اور ہم نے تم کو وہ باتیں تعلیم دیں جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل تھا کہیں اس تعلیم کو ہدایت کے لفظ سے تعبیر فرمایا جس کا تعلق الفاظ سے نہیں معانی ہی سے ہے چنانچہ کتاب الٰہی اور ایمان باللہ کے بارہ میں اپنا احسان جتاتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ہی اسے نبی تمہیں ایمانی مقاصد کی ہدایت کی ورنہ تم اس سے پہلے ان باتوں سے واقف نہ تھے

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا (پ ۲۵ ع ۶)

(ترجمہ) تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لیکن ہم نے یہ روشنی رکھی ہے اس سے راہ سمجھا دیتے ہیں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں بہر حال قرآن کے الفاظ اور معانی تلاوت اور ہدایت و تعلیم کے ذریعہ پیغمبر تک بحفاظت تمام پہنچ گئے۔ اور سینۂ نبوت میں جمع اور محفوظ ہو گئے۔

حفاظتِ الفاظ و معانیٔ قرآن امت کی حد تک

مگر سب جانتے ہیں کہ قرآن اُتارنے کا مقصد قیامت تک کے انسانوں کی تکمیل ہے جیسا کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا سے واضح ہے اس لیے محض رسول کی تعلیم اور ان پر تلاوت کر دینے سے یہ مقصد عظیم پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یہ قرآن و بیان ساری امت تک اسی حفاظت سے نہ پہنچ جائے اور تا قیامِ قیامت اسی طرح محفوظ نہ ہو جائے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا اور محفوظ ہو گیا تو حق تعالیٰ نے اسی تلاوت اور تعلیم و ہدایت کا ذمہ جو رسول کے لئے خود لیا تھا امت رسول کے لیے وہی ذمہ رسول کے سر عائد فرمایا کہ وہ امت کے لیے تلاوت آیات بھی کریں تاکہ الفاظ قرآنی امت تک پہنچ جائیں اور تعلیم و ہدایت کا سلسلہ بھی قائم کریں تاکہ مطالب و مرادات الٰہی بھی اُمت تک پہنچ جائیں اور اس طرح قرآن و بیان کے بکمال امانت و دیانت آگے تک پہنچتے رہنے کا سلسلہ قائم فرما دیں چنانچہ رسول کی ذمہ داریاں ظاہر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

(پ ۴ ع ۷)

(ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جب کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ ان کو پاکیزہ بناتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس میں وہی تلاوت اور تعلیم کی ذمہ داری رسول کریم پر ڈالی گئی جس کی ذمہ داری رسول تک پہنچانے کی خود حق تعالیٰ نے لی تھی یہاں تک تو رسول پر منصبی ذمہ داری عائد کر دیے جانے کی اطلاع تھی۔ لیکن یہ کہ رسول کریم نے ذمہ داری کو عملی جامہ پہنایا یا نہیں اور قرآن کے ساتھ بیانِ قرآن کے ساتھ بیانِ قرآن امت تک پہنچ گیا یا نہیں تو تعلیم کے بارہ میں فرمایا۔ وَیُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پ ۲ ع ۲ (ترجمہ) اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے۔ اس کی جو تم جانتے نہیں تھے۔ اور ہدایت کے بارے میں فرمایا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ترجمہ) اور آپ اے پیغمبر ہدایت کرتے ہیں۔ سیدھی راہ کی ———— اور ادھر بیان کے بارے میں فرمایا

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (پ ۱۴ ع ۱۲)

(ترجمہ)

اور ہم نے اے پیغمبرؐ! ان کی طرف یہ ذکر (قرآن) اُتارا تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے؛ غرض جو تلاوت تعلیم بیان اور ہدایت اللہ سے رسول کی طرف آئی تھی۔ بعینہٖ اسی کا رسول سے امت کی طرف آنا بھی ثابت ہو گیا۔ اور رخوب خوب نمایاں ہو گیا۔ کہ قرآن کے ساتھ ابتدائے نزولِ قرآن سے بیان لازم رہا ہے کیونکہ بلا بیان کے قرآن لفظ محض ہوگا جس کی مرادات اور مطالب کی تعیین و تشخیص لوگوں کی اپنی ہوگی جو محض ظنی اور قیاسی رہ جائے گی اس لیے تلاوت و قرأۃ کے ساتھ تعلیم و ہدایت اور بیان کی ذمہ داری خود صاحب قرآن نے لی جس سے صاف واضح ہے کہ قرآن کے الفاظ ہی مُنزّل من اللہ ہیں جن کے اظہار کا نام بیان ہے اسی لیے قرآن کے بارے میں اوّلین قاری حق تعالیٰ نے اپنے آپ کو فرمایا! جیساکہ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ۔ سے ظاہر ہے ورنہ فَاِذَا قَرَاْتَهٗ فرمایا جاتا پس اپنے ہی آپ کو قاریٔ اوّل اور اپنے ہی آپ کو مبیّنِ اوّل فرما کر گویا اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ الفاظ قرآن ہوں یا مطالبِ قرآن یعنی بیان دونوں ہمارے ہی نازل کردہ ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی رسولِ کریم کی انشاء یا ایجاد کو دخل نہیں اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں نہ لفظ بلا معنی مراد کے کار آمد ہیں اور نہ مراد بلا مقررہ الفاظ کے تعبیر میں آ سکتی ہے اسی لیے قدرتی طور پر جہاں بھی نزولِ قرآن کا ذکر ہوگا وہاں نزولِ بیان بھی ساتھ ساتھ مراد لینا ضروری ہوگا کہ بغیر نزول معانی کے نزول الفاظ بے معنی ہے۔ ایسے ہی جہاں بھی حفاظتِ قرآن کا ذکر ہوگا۔ وہاں پر بیانِ قرآن بھی اس حفاظت میں شامل رکھا جانا ضروری ہوگا کیونکہ بغیر حفاظت بیان کے قرآن کے الفاظ کی حفاظت بے معنی ہوگی۔ پس جب کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ ہم نے صرف الفاظ قرآن بلا معنی مراد کے اُتار دیئے۔ یا معانی بلا الفاظ کے نازل کر دیئے بلکہ یہی اور صرف یہی مطلب لیا جائے گا کہ پورا قرآن یعنی الفاظ معانی کا قرآن اُتارا جس کے الفاظ بھی ہمارے ہی تھے۔ اور معانی بھی ہمارے کیونکہ ہم نے ہی اسے پڑھ کر رسول کو سنایا اور قرأۃ الفاظ کی ہوتی ہے اور ہم نے ہی بیان دے کر رسول کو سمجھایا اور سمجھانا معانی مراد کا ہوتا ہے غرض یہاں ذکر سے قرآن معہ بیان مراد ہوا کیونکہ وہ دونوں نازل کردہ ہیں۔ پس اسی طرح جب کہ اس آیت کے اگلے ٹکڑے میں قرآن کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور ہم ہی اس قرآن کے محافظ ہیں۔ جس طرح کے معنی قرآن سے بیان کئے تھے تو یہاں حفاظت کے دائرہ میں بھی فرق صرف اتنا ہے کہ خدا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک قرآن و بیان بلا توسّطِ اسباب محض باطنی فرشتوں سے منتقل ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت تک کھلے طور پر توسّطِ اسباب منتقل ہوتے رہنے کا راستہ ہموار ہوا۔ چنانچہ جس طرح حفظِ قرآن کے ذریعہ قرآن کے الفاظ کی حفاظت کرائی گئی کہ تواتر طبقہ کے ساتھ قرآن کی روایت کی جاتی رہی اور کی جاتی رہے گی۔ اور وہ ہر زمانہ میں لاکھوں سینوں کی امانت بنا رہا اور بنا رہے گا۔ ایسے ہی حفاظِ حدیث کے ذریعہ حدیث یعنی اس بیان قرآن کی حفاظت کرائی گئی۔ کہ حفاظت خداوندی نے انہیں حیران کن حافظے عنایت کیے کہ حدیث لاکھوں سینوں کی امانت بن گئی

ایک طبقہ نے اس کے طرزِ ادا کی حفاظت کی جو قرّاء کہلائے۔ ایک طبقہ نے اس کے طرزِ کتابت کی حفاظت کی جو علمائے رسم الخط کہلائے ایک طبقہ نے اس کے لغات و محاورات کا تحفظ کیا جو علمائے مفردات کہلائے پھر اس کے بیان کی روشنی میں جس کا نام سُنّت اور اُسوۂ حسنہ ہے خواہ قولی ہو یا فعلی، معانی کی مختلف جہات کا تحفظ مختلف طبقات نے اپنے ذمہ لیا۔ اور ان حفاظتوں کو مختلف علوم و فنون کی حیثیت دی ایک طبقہ نے تفسیر باللغۃ کی اور اس کی وجوہ فصاحت و بلاغت کو واضح کیا جو علمائے عربیّت کہلائے ایک طبقہ نے تفسیر بالروایت کی جو اہل اثر کے نام سے موسوم ہوئے ایک طبقہ نے اس کی جزئیات مستنبطہ کی حفاظت کی جو فقہا

کہلائے ایک طبقہ نے روایت سے اس کے عقلی پہلوؤں کو واضح کیا جو حکمائے اسلام اور اہل کلام کہلائے۔ وہی قرآن ہے۔ بیان ہی مراد لیا جانا ضروری ہوگا اور محافظت کا تعلق دونوں ہی سے ماننا پڑے گا کہ قرآن اور اس کے بیان کے ہم ہی محافظ ہیں ورنہ یہ حفاظت مکمل نہ رہے گی بلکہ ادھوری اور ناقص رہ جائے گی حالانکہ آیت میں لَحٰفِظُون مُطلق لایا گیا ہے جس سے اصولِ عربیت کے مطابق حفاظت کا فردِ کامل لیا جانا منظور ہے اور حفاظت کاملہ وہی ہے۔ جو لفظ و معنی اور قرآن و بیان دونوں کو شامل ہو

حفاظتِ قرآن و بیان تاقیامت

جیسا کہ لَحٰفِظُون کا کلمہ اپنے مشمولات کی رو سے مطلق ہے جس میں لفظ یا معنی محض مراد نہیں ہو سکتے بلکہ وہ اپنے اطلاق کی وجہ سے دونوں ہی کو شامل ہوگا ایسے ہی یہ کلمہ لَحٰفِظُون زمانوں کے لحاظ سے بھی مطلق ہے جس میں کسی ایک زمانہ کی قید نہیں ہے کہ یہ حفاظتِ لفظ و معنی صرف ماضی کی حد تک تھی یا صرف مستقبل اور حال کے لئے ہے بلکہ ہر زمانہ اس کے اطلاق کے نیچے داخل ہے اور حاصل یہ ہے کہ ہم ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانہ میں اس کے محافظ ہیں۔ اندریں صورت کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس حفاظت کو زمانہ نبوی یا زمانہ صحابہ کے ساتھ مقیّد کر دے ورنہ کلامِ خداوندی کے اطلاق کی تقیید لازم آئے گی جو تبدیل و تحریف کے ہم معنی ہے اس لئے اس حفاظتِ الٰہی کا دوام بھی اسی آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ جیسے حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام کے الفاظ و مرادات کو اپنی حفاظت کے ساتھ سینہ نبوت میں اتار کر جمع اور محفوظ کر دیا تھا۔ ایسے ہی اسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی حفاظت خداوندی کی مدد سے قرآن و بیان کو سینۂ امت میں منتقل فرما دیا اور اس طرح قرآن و حدیث بحفاظت الٰہی قیامت تک کی امت تک تمام و کمال پہنچ گئے اور پہنچتے رہیں گے۔

حدیث کی حفاظت اُمّت کے ہاتھوں اور اس کے مختلف ادوار

پھر جس طرح اُمّت کے ہاتھوں کلامِ خداوندی کی حفاظت منجانب اللہ کرائی گئی ٹھیک اسی طرح بیانِ قرآن یعنی حدیث کی حفاظت کے لئے بھی حق تعالیٰ نے اُمت مرحومہ کو توفیق بخشی اور اس امت نے جس طرح قرآن کی حفاظت میں حیران کن سعی کر کے دکھلائی اس سے کہیں زیادہ سُنّت کے تحفظ میں سرگرمی کا حق ادا کیا۔ اور وہ کچھ کر دکھلایا جو دنیا کی کوئی قوم اپنی کسی آسمانی کتاب کے ساتھ بھی نہ کر سکی۔ فرق صرف یہ تھا کہ کلام الٰہی کی وحی چونکہ بلفظہٖ نازل ہوئی تھی اس لئے وہاں الفاظ کا تحفظ بھی لازمی تھا کہ وحی ہی کلام تھی اور معجزہ ہی کلام کا تھا مگر اس وحی غیر متلو (سنت) میں معانی و مضامین تو من اللہ تھے مگر الفاظ غیر مُنزّل من اللہ تھے اس لئے یہاں تحفظ الفاظ بجنسہٖ ضروری نہ تھا بلکہ روایت بالمعنٰی کی بھی اجازت تھی اس لئے اُمت نے نفس مضمون وحی کی حفاظت پر پورا زور صرف کر دیا بہرحال حدیث کی غیر معمولی حفاظت من اللہ ہوئی جس کے انداز مختلف ہوئے ابتداءً حفظ حدیث کا دور آیا جو دَورِ صحابہ ہے اس وقت زیادہ تر حدیث سینوں کی امانت رہی گو اسی زمانہ میں کتابتِ حدیث بھی جاری ہو چکی تھی جیسا کہ متعدد روایات میں اس کی تصریحات موجود ہیں تاہم غلبہ حفظ ہی کا تھا اور صحابہ نے کمال ترین احتیاط سے اس وعدہ خداوندی کو حافظہ کی مدد سے پورا فرمایا کہ ہمارے ہی ذمہ قرآن کے بیان کی حفاظت ہے گویا کہ یہ وعدہ انہی سے کیا جا رہا تھا پھر تدوینِ حدیث کا دَور آیا جو تابعین سے شروع ہوتا ہے۔ اور ممالکِ اسلامیہ کے مختلف اطراف و جوانب سے حفاظِ حدیث نے کتابتِ حدیث کر کر کے حدیث کی تدوین کی پھر تفریدِ حدیث کا دَور آیا جس میں تنقیح کے ساتھ آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین سے حدیث کو الگ کر کے جمع کیا گیا۔ پھر تنقیدِ حدیث کا دَور آیا جب کہ منکرینِ حدیث بصورت معترضینِ حدیث بھی کھڑے ہو گئے اور اصحابِ صحاح کا وقت آیا شروع ہو گیا جنہوں نے حدیثوں کو نکھار نکھار کر صحیح کو ضعیف سے، اصل کو موضوع سے الگ کیا اور اس لئے اسناد (سند) ہونے پر زور دیا جانے لگا تاکہ اسی کی رو سے حدیث و خبر کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے جھوٹے جعلساز پیدا ہونگے جو کہ تمہارے سامنے ایسی حدیثیں گھڑ گھڑا کر بیان کریں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے دیکھو ان سے بچتے رہنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ و فساد میں مبتلا نہ کر دیں (مسلم) حضور نے پھر ایسے لوگوں کی بھی خبر دی جو کھلے بندوں حدیث کا انکار کر کے اسے بے اعتبار بنا اور مٹا دینا چاہیں گے۔

مقدام ابن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا خبردار ہو کہ مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ اسی کا مثل اور بھی دیا گیا ہے (حدیث) آگاہ ہو کہ ایک پیٹ بھرا امیر قسم کا آدمی مسند و تکیہ پر بیٹھ کر کہے گا کہ لوگو! بس قرآن کو مضبوط پکڑو جو اس میں حلال ہے اسے حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ہے اُسے حرام سمجھو (حدیث کا کوئی اعتبار نہیں) حالانکہ حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزوں کو حرام کیا ہے۔ جیسے اللہ نے حرام فرمایا ہے دیکھو پالتو گدھے کا گوشت تمہارے لئے حلال نہیں۔ کچلے دانت والے درندے، تمہارے لئے حلال نہیں اِلّا یہ کہ تمہاری اطلاع کے بعد وہ خود ہی اس چیز سے دست بردار ہو جائے

اس حدیث نے فتنہ انکارِ حدیث کا منشاء بھی بتلا دیا۔

حدیثِ نبوّی قرآن کا بیان ہے

قرآنِ حکیم اصلِ کُلّی ہے اور حدیث اس کا بیان ہے جس کے بغیر قرآنِ حکیم کے مُضمرات اور مرادات .... کا معلوم ہونا دشوار بلکہ عادتاً ناممکن ہے کیونکہ قرآنِ کریم اسلام کا صرف بنیادی قانون اور دستورِ اساسی ہی نہیں بلکہ معجزہ بھی ہے جو اپنے لفظ و معنٰی اور تعبیر و مفہوم دونوں ہی کے لحاظ سے اعجازی شان رکھتا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے مطالب و مرادات کے بیان کی ذمہ داری خود لے کر اس بارے میں اپنے رسولِ کریم کو اپنا ترجمان بنا کر بھیجا جس طرح حق تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اسی طرح اس کی صفاتِ کمال بھی لامحدود ہیں اور ہر بندہ اپنے ظاہر و باطن، جسم و روح قلب و دماغ، فکر و فہم، اور عقل و فراست سب کے لحاظ سے محدود اور متناہی ہے۔ اس لئے یہ کسی چیز کا ادراک بغیر تعیّنات اور تشخصات کے نہیں کر سکتا۔ اور اس کے لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ محدود رہتے ہوئے لامحدود ذات و صفات تک رسائی پائے یا اس کا ادراک و معرفت کرے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان بندوں ہی میں ایک برزخ اور درمیانی طبقہ پیدا فرمایا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے۔

کلامِ خداوندی تک بلا کلامِ رسُول فہم کی رسائی ناممکن ہے

اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی غور کرنے کے

جناب محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

نماز

(۴)

۲۴ وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○

(النسآء ایت ۱۰۳ ۔ ع ۔ ۱۵)

ترجمہ ۔ بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے

نماز کو وقت پر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا عمل ہے ۔ اس لئے ہمیں نماز کے ساتھ بہت بڑا شغف اور لگاؤ ہونا چاہیئے ۔

حدیث ۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے ۔ پس جس شخص نے ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا ۔ ان کے وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع کو خوبی کے ساتھ ادا کیا ۔ اور نماز کو حضور قلب سے پڑھا ، اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے ۔ کہ وہ اس کو بخش دے ۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے خدا تعالےٰ کا کوئی وعدہ نہیں وہ چاہے تو اسے بخش دے چاہے تو عذاب کرے

(مشکوٰۃ شریف)

حدیث ۔ جو شخص نماز کی محافظت کرتا ہے ۔ (پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے) تو یہ نماز اس کے لئے نور کا سبب ہوگی کمال ایمان کی دلیل ہوگی ۔ اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ ہوگی ۔ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے اس کے لئے نہ نور کا سبب ہوگی نہ کمال ایمان کا ، اور نہ ذریعہ نجات ہوگی ۔ اور وہ قیامت کے دن قارونؔ فرعون ، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حدیث ۔ حضرت ابی الدرداءؓ نے کہا کہ مجھ کو میرے دوست (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ نصیحت فرمائی کہ تو کسی کو اللہ تعالےٰ کا شریک قرار نہ دے ۔ اگرچہ تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں ۔ اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے ۔ اور یہ کہ فرض نماز جان کر نہ چھوڑ اس کے لئے کہ جس نے فرض کو دانستہ ترک کیا اس سے اسلام بریٔ الذمہ ہے ۔ اور یہ کہ تو شراب نہ پی ، اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حدیث ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ۔ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِهَا (نماز کا وقت پر پڑھنا) پوچھا گیا اسکے بعد کون سا عمل ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ (والدین کے ساتھ نیکی کرنا) پوچھا گیا پھر کون سا ؟ آپ نے فرمایا اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ میں جہاد کرنا)

(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

حدیث ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کے عملوں میں سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا ۔ وہ ہے نماز اگر وہ اسے اچھی طرح ادا کرتا رہا ہوگا ۔ تو اسے چھٹکارا اور نجات حاصل ہوگی ۔ اور اگر وہ ٹھیک نہ ہوئی ۔ تو خسارہ و نقصان اٹھانے والا ہوگا ۔ تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا ۔ کہ دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل (نمازیں) ہیں ۔ (اگر یہ ہونگی) تو ان کے ذریعہ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی ۔ پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح کیا جائے گا ۔

(ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی)

کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پرسش ہوگی ۔ اس لئے بندے کو چاہیے کہ اس کا بڑا اہتمام رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن پہلی باز پرس (TESZ) میں فعل ہو جائے ۔

---

۲۵ ۔ نمازوں کی حفاظت کرو

ہر مسلمان کو چاہئے کہ قیامت کی باز پرس کا خیال رکھے ۔ اور نمازوں کی حفاظت کرے ۔

(۱) وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○

(الانعام ایت ۹۲)

ترجمہ ۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ۔

یعنی مومن :۔

(۱) آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔

(۲) قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں ۔

(۳) نماز باقاعدہ ادا کرتے ہیں

(۲) وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

(الانعام آیت ۷۱ ۔ ۷۲)

ترجمہ ۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے ۔ کہ ہم پروردگار کے تابع رہیں اور یہ کہ نماز قائم کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں ۔ اور وہی ہے جس کے سامنے اکٹھے کئے جائیں گے

(۳) حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ○

(البقرۃ آیت ۲۳۸)

ترجمہ ۔ سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو ۔ اور (خاص کر) درمیانی نماز کی ۔ اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے رہا کرو ۔

یعنی پانچوں نمازوں کا خیال رکھو ۔ اور خصوصًا صلوٰۃِ الوسطیٰ (عصر کی نماز) کا

حدیث ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے تو گویا اس کے بال بچے اور مال چھین لیا گیا ۔ (بخاری)

حدیث ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ تمہارے پاس رات اور دن کو فرشتے نوبت بہ نوبت آتے ہیں ۔ اور فجر اور عصر کی نمازوں میں سب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں ۔ پھر رات والے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ بندوں کے حال کو زیادہ جانتا ہے

کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا - فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا - اور جب (۱) کے پاس گئے تھے - اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے -

۲۶ ریا کی نماز موجب ہلاکت ہے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(سورۃ الماعون آیت ۴ تا ۷)

ترجمہ - پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ جو دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(۱) "یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے۔ اور مقصود اس سے کیا ہے - اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے - یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی - وقت، بے وقت کھڑے ہوگئے -

باتوں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگالیں کچھ خبر نہیں کہ کس کے روبرو کھڑے ہیں - اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں۔

کیا خدا صرف ہمارے اُٹھنے بیٹھنے جُھک جانے، اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے ؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا ؟ کہ ان میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے۔

یاد رکھو یہ سب صورتیں عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ میں درجہ بدرجہ داخل ہیں۔ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ

(۲) یعنی ایک دنیا کیا، اُن کے دوسرے اعمال بھی ریاکاری اور نمود و نمائش سے خالی نہیں گویا ان کا مقصد خالق سے قطع نظر کرکے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے"

ایک زاہد کا واقعہ

دکھلاوے کی نماز کے بارے حضرت شیخ سعدیؒ ایک زاہد کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔ جس نے شاہی دعوت میں کھانا تو کم کھایا اور نماز معمول سے لمبی کی گھر آکر جب کھانا طلب کیا - تو بیٹے نے پوچھا - بادشاہ کی دعوت میں کیوں نہ پیٹ بھر کر کھایا ؟ باپ نے جواب دیا، اس لئے کہ کام بن جائے عقلمند بیٹے نے جواب دیا، ابا جان! نماز بھی دوبارہ دہرا لیجئے - تاکہ آخرت، کا کام بھی بن جائے -

۲۷- نماز کامیاب کرنے والی ہے

سورۃ مومنون کی ابتداء میں کامیاب ہونے والے مومنوں کے جو اوصاف حمیدہ مذکور ہیں۔ ان میں سرفہرست نماز کا ذکر ہے -

(۱) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۱-۲)

ترجمہ بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں

اور آخر میں بھی نماز ہی کا ذکر ہے -

(۲) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۹)

ترجمہ - اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

کاش ہم اس کامیابی کے نسخے کی قدر کریں نمازیں نہایت اہتمام سے پڑھتے رہیں۔

(۳) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (الغاشیۃ - آیت ۱۴-۱۵)

ترجمہ - بے شک وہ کامیاب ہوا - جو پاک ہوگیا - اور اپنے رب کو یاد کیا - پھر نماز پڑھی -

(۴) وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ

(الاعراف - آیت ۱۷۰)

ترجمہ - جو لوگ کتاب کے پابند ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے

یعنی جو قرآن کریم کے احکام پر چلے گا نماز پڑھتا رہے گا - وہ کامیاب ہوگا -

۲۸- نمازی مستقل مزاج ہوتے ہیں

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝
وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ (المعارج آیت ۱۹-۲۳)

ترجمہ - بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اٹھتا ہے اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہیں

"یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھاتا - فقر و فاقہ، بیماری اور سختی آئے تو بے صبر ہو کر گھبرا اُٹھے بلکہ مایوس ہو جائے گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی - اور مال، دولت تندرستی اور فراخی ملے تو نیکی کے لئے ہاتھ نہ اُٹھے - اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو - ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

(اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ) یعنی گنڈے دار بلکہ مداومت و التزام سے نماز پڑھتے ہیں۔ اور نماز کی حالت میں نہایت سکون کے ساتھ اپنی نماز ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

۲۹- مصائب صبر اور نماز سے دور ہونگی

(۱) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(الحج آیت ۳۴-۳۵)

ترجمہ - اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو وہ لوگ جو اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں - اور جب ان پر مصیبت آئے - تو صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے - اس میں سے خرچ کرتے ہیں -

"یعنی مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے برداشت کریں، کوئی سختی اٹھا کر راہ حق سے قدم نہ ڈگمگائے بیت اللہ تک پہنچنے میں بہت مصائب و شدائد پیش آتے ہیں - سفر میں اکثر نمازوں کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے - شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف کا یہاں ذکر فرمایا - (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۲) وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۝ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (البقرۃ ایت ۴۵-۴۶)

ترجمہ - اور صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز مشکل ہے - مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں - اور جو

یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں ضرور اپنے ربّ سے ملنا ہے۔ اور ہمیں اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے

"یعنی اس کی عادت کرو سب کام دین کے آسان رہیں (موضح القرآن)

(۳) یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝
(البقرۃ ایت ۱۵۲)

ترجمہ۔ صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت مولٰینا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

(۱) گر ہزاراں دام باشد ہر قدم
چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم
(۲) صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت
میوۂ شیریں دہد پُر منفعت

(۴) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ (النساء آیت ۷۷)

ترجمہ۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا۔ کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔

"مکہ میں ہجرت کرنے سے پہلے کافر مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے۔ اور اُن پر ظلم کرتے تھے مسلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کرتے اور رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے مقابلہ کریں اور اُن سے ظلم کا بدلہ لیں آپ مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے۔ کہ مجھ کو مقابلہ کا حکم نہیں ہوا۔ بلکہ صبر اور گزر کرنے کا حکم ہے۔ اور فرماتے کہ نماز اور زکوٰۃ کا جو حکم تم کو ہو چکا ہے اس کو برابر کئے جاؤ۔ کیونکہ جب تک آدمی اطاعت خداوندی میں اپنے نفس پر جہاد کرنے کا اور تکالیف جسمانی کا خوگر نہ ہو۔ اور اپنے مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو۔ تو اُس کو جہاد کرنا اور اپنی جان کا دینا بہت دشوار ہے۔ اس بات کو مسلمانوں نے قبول کر لیا تھا۔"

(حضرت مولٰینا شیخ الہند محمود حسنؒ)

(۳۰) میدان کارزار میں نماز

میدان جہاد میں بھی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اسے نمازِ خوف کہتے ہیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ (النساء آیت ۱۰۲)

ترجمہ۔ اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو تو چاہیے کہ ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں۔ پھر جب سجدہ کریں تو پیچھے سے ہٹ جائیں۔ اور دوسری جماعت آوے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار ساتھ رکھیں۔

"یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصہ ہو جاوے ہر جماعت آدھی نماز میں امام کے شریک ہو اور آدھی جُدا پڑھے۔ جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے۔ اور اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے۔ اور ہتھیار یا زرہ یا سپر ساتھ رکھیں۔ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ہو۔ تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور سوار بہ اشارہ اگر یہ بھی فرصت نہ ملے تو قضا کریں"

(موضح القرآن)

اس حکم سے نماز کی اہمیت بالکل عیاں ہے افسوس ہمارے حال پر کہ ہمارے اسلاف میدانِ کارزار میں بھی اس کو نہ بھولے۔ مگر ہم گھروں میں آسودہ حال بیٹھ کر اسے فراموش کر بیٹھے ہیں

حدیث۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنگ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان لوگوں نے غروب آفتاب تک ہمیں عصر کی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے

یعنی جن کفار نے اتنی فرصت نہ دی کہ نماز ادا ہو سکے۔ ان کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی

۳۱ سفر میں نماز قصر کی جائے

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ (النساء آیت ۱۰۱)

ترجمہ:۔ اور جب تم سفر کے لئے نکلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دو۔

یعنی سفر میں ظہر، عصر، اور عشا کی نمازوں کے چار فرضوں کی بجائے دو فرض پڑھنے چاہئیں۔ باقی فجر اور مغرب کے فرض بدستور پڑھے جائیں۔ ان میں قصر نہیں۔

سفر تب سمجھا جاتا ہے۔ جب کم از کم تین منزل چلنے کا قصد کیا جائے۔ تین منزل سے کم سفر میں نماز قصر نہیں کی جاتی ہے بلکہ پوری پڑھی جاتی ہے۔

تین منزل ہمارے موجودہ ۴۸ میل کے برابر ہے۔ جب کم از کم ۴۸ میل کے سفر پر روانہ ہو تو اپنے شہر کی حد سے نکل کر قصر نمازیں پڑھنی شروع کر دے۔

اثنائے سفر میں کسی مقام پر اگر کم از کم پندرہ دن تک ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو مسافر نہ رہے گا اس لئے نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

سفر میں سنت، نوافل اور وتر کی قصر نہیں۔ وہ پورے پڑھے جاتے ہیں۔

مسافر اگر مقیم امام کی اقتدا میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو فرض چار پورے پڑھنے ہوں گے۔ اس حالت میں مسافر امام کا تابع ہے۔ قصر جائز نہیں۔

سفر میں نمازوں کی بڑی حفاظت رکھنی چاہئے۔ آج کل تو سفر بڑا آرام دہ ہے۔ اس لئے محض سستی کی وجہ سے فرض نمازیں قضا ہرگز نہ کرنی چاہئیں۔

۳۲۔ شراب اور جُوا کی حرمت کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ نماز سے روکتی ہیں

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

ترجمہ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے۔ کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے۔ اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے۔ سو اب بھی باز آجاؤ۔

حاصل کلام

اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ تم شراب نہ پیو، جُوا نہ کھیلو، آپس میں بغض نہ رکھو۔ اللہ کے ذکر اور نماز سے ان حرام چیزوں کے پیچھے پڑ کر غافل نہ ہو جاؤ۔

مگر تمہارا ازلی دشمن شیطان مردود یہ چاہتا ہے کہ شراب پیو۔ جوا بھی کھیلو۔ حرام کی حدود سے تجاوز کر جاؤ۔ آپس میں بغض رکھو اللہ کے ذکر اور فریضہ نماز سے یکسر غافل ہو جاؤ۔

اب سوال یہ ھے

کہ آپ کس کا کہنا ماننا چاہتے ہیں اپنے پروردگار کا یا اپنے دشمن راندۂ درگاہ کا؟ ذرا ہوش سے کام لیجئے۔

۳۱ نماز آخرت میں عذابوں سے بچانے والی اور دنیاوی ترقی کا ذریعہ ہے

(۱) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(البقرۃ ایت ۱۱۰)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جو کچھ نیکی سے اپنے واسطے آگے بھیجوگے اسے اللہ کے ہاں پاؤگے۔ بے شک اللہ جو تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے۔

"پھر مومنوں کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ تم نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی حفاظت کرو۔ یہ تمہیں آخرت کے عذابوں سے بچانے کے علاوہ دنیا میں بھی غلبہ نصرت دے گی۔ پھر فرمایا کہ خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ ہر نیکی و بدی کا بدلہ دونوں جہان میں دے گا۔ اس سے کوئی چھوٹا بڑا چھپا کھلا اچھا بُرا عمل پوشیدہ نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ لوگ اطاعت کی توجہ کریں۔ اور نافرمانی سے بچیں"

(تفسیر ابن کثیرؒ)

(۲) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا

(المزمل آیت ۲۰)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو۔ اور جو کچھ نیکی آگے بھیجوگے تو اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر کی چیز پاؤگے۔

"ہاں فرض نمازیں نہایت اہتمام سے باقاعدہ پڑھتے رہو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ کہ انہیں باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہو سکتی ہیں"

(حضرت مولینا عثمانیؒ)

۳۲۔ ہر مسلمان حاکم پر فرض ہے کہ خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں (ماتحتوں اور رعایا) کو بھی نماز پڑھائے

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

(الحج ایت ۴۱)

ترجمہ۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اور ہر کام کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

"پس مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھ کر یہ کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ انجام بھی ان کا یہی رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ اس کے برعکس ہو جاوے چنانچہ ہوا"

(بیان القرآن)

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے ہم ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ہمیں سلطنت عطا فرمائی پس ہم نے نمازوں کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی اور نیک کاموں کا حکم دیا اور بُرے کاموں سے روکا اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے پس یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کے بارے میں ہے

حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں میرے اصحاب سے مراد اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

(ابن کثیرؒ)

ہر کام کا انجام تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر یاد رہے۔ اللہ تعالےٰ نے خود بھی فرمایا ہے۔

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(ھود آیت ۴۹)

ترجمہ۔ کیونکہ بہتر انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے اور پرہیزگاروں کا ایک وصف نماز پڑھنا ہے

حکمران طبقہ پر فرض ہے۔ کہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر مذکورہ بالا احکام پر خود بھی قائم رہیں۔ اور دوسروں کو بھی ان پر چلائیں نماز خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

۳۳۔ اللہ سے ڈرنے والوں کا ایک وصف نماز پڑھنا ھے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَىْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

(فاطر آیت ۱۸)

ترجمہ۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ اٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ والا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا۔ اگرچہ قریبی رشتہ دار بھی ہو۔ بے شک آپ انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو پاک ہوتا ہے۔ سو اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

یعنی جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتا ہے اس کی ایک وصف یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔

اب جو شخص یہ دعویٰ بھی کرے کہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہوں۔ وہ ڈر کر اللہ تعالےٰ کے احکام نہ مانے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی نہ کرے۔ اور نماز نہ پڑھے تو اس کا یہ دعویٰ سچا نہیں۔

(باقی آئندہ)

جناب مولانا ایم عبدالرحمان صاحب لدھیانوی (شیخوپورہ)

مضامین قرآنِ پاک

(۲)

قرآن کو جابجا ہادی کہا کہ وہ انسان کو اس کے سفر اعمال میں ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچاتا ہے۔ اور اسی طرح شفا کہا۔ کیونکہ وہ مثل مفید و نافع ادویہ کے ہے جو مریض کی اصلی قوتِ طبعی کو مزید توانائی اور نشوونما دیتی ہیں اور مضر اثراتِ مرض جو داخل طبیعت ہوگئے ہیں۔ اُن کو دُور کر دیتی ہے۔

قرآن کی جلالت کے موقعہ پر صرف یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ یہ ایسی ذات کا کلام ہے۔ جو احکم الحاکمین اور رب العالمین ہے اُس سے بڑا کوئی نہیں اُس کا ہر فعل ایک قانون ہے۔ اور اُس کے کسی فعل کو کسی قانون کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھنے والا کوئی نہیں اُس کے سامنے بڑے بڑے بادشاہوں کی پرکاہ سے زیادہ وقعت نہیں۔ وہ رحیم ہے کریم ہے بخشنے پر آئے تو اُس سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں۔ گرفت پر آئے۔ تو فرعون جیسی زبردست شخصیتوں کو پکڑ کر سمندر کی موجوں میں پھینکدے تو اُس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں جب یہ کلام ایسی ذات کا ہے۔ جو اُس کی جلالت شان اندازے سے باہر ہے۔

دنیا میں کوئی بات اس کتاب کی باتوں سے بہتر نہیں صحیح، صادق، مضبوط، منافع، معقول اور فصیح و بلیغ ہونے میں کوئی آیت کم نہیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہے۔ مضامین میں کوئی اختلاف نہ تعارض نہیں۔

کتاب اللہ کو سُنکر اللہ کے خوف اور اس کے کلام کی عظمت سے۔ لوگوں کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ اور بدن سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خوف و رُعب کی کیفیت طاری ہوکر اُن کا قلب و قالب اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے۔ اور اللہ کی یاد اُن کے بدن اور روح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ٥

(نحل پ ۱۴ ع ۱۸)

ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر کتاب اتاری

جس میں ہر چیز کا کھلا بیان ہے
اور وہ حکم ماننے والوں کے لئے
ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے

یہ کتاب سارے جہان کے لئے سرتاپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے فرمانبرداروں کو شاندار مستقبل کی خوشخبری سُناتی ہے۔ اس کتاب کے الفاظ، حروف معانی، نقوش اور مضامین میں برکت ہے

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ٥ پ ۶ ع ۲

ترجمہ۔ اور ہم نے تمہاری طرف
کھلا ہوا نور اتارا ہے

مطلب۔ اے لوگو! تمہارے پاس ربّ العالمین کی طرف سے حجّتِ کامل اور نور روشن پہنچ چکا تو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے یعنی قرآن مجید، اب کسی تامّل اور تردّد کی گنجائش نہیں سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا۔ اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا۔ اور براہ راست اُس تک پہنچیگا اور جو اُس کے خلاف کرے گا۔ اُس کی گمراہی اسی سے سمجھ لیجئے۔

قرآن کریم وہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے۔ جس کی آیتیں لفظی و معنوی ہر حیثیت سے نہایت جچی تلی ہوئی ہیں۔ نہ اُن میں تناقض ہے۔ نہ کوئی مضمون حکمت یا واقعہ کے خلاف ہے۔ نہ باعتبار معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ایک حرف پر نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ جس مضمون کو جس عبارت میں ادا کیا ہے محال ہے۔ کہ اُس سے بہتر تعبیر ہوسکے۔ الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ، جن اصول و فروع، اخلاق و اعمال اور قیمتی پند و نصائح پر یہ آیات مشتمل ہیں۔ اور جو دلائل و براہین اثبات دعاوی کے لئے استعمال کی گئی ہیں۔ وہ سب علم و حکمت کے کانٹے میں تلی ہوئی ہیں۔ قرآنی حقائق و دلائل ایسے مضبوط اور محکم ہیں کہ زمانہ کتنی ہی پلٹیاں کھائے اُن کے بدلنے یا غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ معاش اور معاد کی تمام مُہمّات کو خوب کھول کر سمجھایا ہے اور موقعہ بہ موقعہ دلائل توحید۔ احکام۔ مواعظ، قصص ہر چیز بڑی خوبصورتی اور قرینہ سے الگ الگ بھی اور تمام ضروریات کا کافی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

قرآنِ حکیم کی سورتوں کے مضامین

منسوب بہ امام زین العابدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ افْتَتَحَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ كَلَامَهُ الْقَدِيْمَ ٥ وَاَوْدَعَ فِي الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءِ اَحْكَامَ التَّحْلِيْلِ وَالتَّحْرِيْمِ ٥ وَاَمَدَّ لِلْمُقَرَّبِيْنَ مَائِدَةَ قُرْبِهِ ٥ وَجَعَلَ الْاَنْعَامَ مِنْ اَنْعَامِهِ وَفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ ٥ وَرَفَعَنَا الْاَعْرَافَ وَاخْتَصَّنَا بِاَنْفَالِ الْغَنَائِمِ ٥ وَقَبِلَ تَوْبَةَ مَنْ اَتَاهُ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ٥ وَاَنْجَا يُوْنُسَ وَهُوْدًا وَّيُوْسُفَ وَاَزَالَ رَعْدَ الْخَوْفِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ٥ وَشَرَّفَ الْحِجْرَ بِمَنْ فَلَا النَّحْلَ وَاَيَّدَهُ بِالْاِسْرَائِيْلَ ٥ وَاَخْبَرَ عَنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ٥ وَبَشَّرَ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ بِاَنَّهٗ طٰهٰ اِمَامُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ ٥ وَفَرَضَ الْحَجَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَهَدَاهُمْ بِنُوْرِ الْفُرْقَانِ وَهَدَاهُ اِلَى الْمُسْتَقِيْمِ ٥ وَاَعْجَزَ الشُّعَرَاءَ عَنْ مُّعَارَضَتِهٖ وَكَانُوْا عَدَدَ النَّمْلِ وَكُلٌّ فِيْ ضَلَالِهٖ يَهِيْمُ ٥ وَقَصَّ الْقَصَصَ عَلٰى مَنْ عَشْعَشَ الْعَنْكَبُوْتُ عَلٰى غَارِهٖ ٥ وَاٰمَنَ بِهِ الْعَرَبُ وَالرُّوْمُ وَفَاقَ لُقْمَانَ الْحَكِيْمَ ٥ فَلَمْ سَاجَدَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ اِذْهَزَمَ لَهُ الْاَحْزَابَ وَسَبَا عِيَالَ الْمُشْرِكِيْنَ كَانَ فَاطِرَ الْكُلِّ اَفَاكَ اَثِيْمٍ ٥ فَسُبْحَانَ مَنْ مَدَّ لِيٰسِيْنَ بِالصَّافَّاتِ فَصَادَ زُمَرَ الْاَعْدَاءِ بِتَايِيْدِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ وَاَيَّدَهٗ بِقَوْمٍ فُصِّلَتْ سُيُوْفُهُمْ رِقَابَ وَكَانَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ فَاَبْطَلُوْا زُخْرُفَ الْجَاهِلِيَّةِ وَدُخَانَ الشِّرْكِ وَاَفْكَهُ الْقَدِيْمَ ٥ وَاِذَا كَانَتِ الرُّسُلُ جَاثِيَةً فِيْ اَحْقَافِ الْحَشْرِ سَالَ مُحَمَّدٌ الشَّفَاعَةَ مَعَ الْفَتْحِ الْمُبِيْنِ وَالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ وَكَسَّرَ حُجُرَاتِ الْكَافِرِيْنَ بِكُلِّ قَافِ اَثَرِهٖ وَنَصَرَ بِالذَّارِيَاتِ وَفَضَّلَ عَلٰى صَاحِبِ الطُّوْرِ مُوْسَى الْكَلِيْمِ ٥ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى اِنَّهٗ شَقَّ لَهُ الْقَمَرُ الرَّحْمٰنُ لِيَفُوْزَ الْمُخْلِصُوْنَ بِالْعِزِّ وَالتَّكْرِيْمِ ٥ وَاَيَّدَهٗ فِيْ كُلِّ وَاقِعَةٍ بِبَاْسِ الْحَدِيْدِ فَقَطَعَ بِالْمُجَادَلَةِ قُلُوْبَهُمْ وَجَعَلَ

لهم في الحشر العذاب الأليم ۝
وأوقع الامتحان في صفهم كل
جمعة والمنافقون بالتغابن
والخزي العظيم ۝ وأحل الطلاق
والتحريم فهو مالك الملك ذو
الفضل من جعل أمره بين
الكاف والنون الحاقة كلمته
لمن سأل عنها بالتفهيم ۝ و
أرسل نوحا الى قومه وعم
الإنس والجن بدعوة المزمل
المدثر المنبئ عن قيامة الإنسان
والمرسلات بالنبأ العظيم ۝
الموقع في النازعات من عبس
عليه كورت شمس الكفر وانفطرت
قلوب المطففين ومن لم يزن
بالقسطاس المستقيم ۝ فياويلهم
إذا انشقت السماء ذات البروج
وظهر الطارق بأمر العلي الأعلى
المدبر الحكيم ۝ هنالك تغشاهم
الغاشية إذا طلع فجر الصدق لمن
أتى الله بقلب سليم ۝ وظهرت
للمتقين في البلد شمس الإيمان
واختفى ليل الشرك البهيم ۝
فله الحمد إذ كمل والوتر
والضحى على لسان من اختصه
بشرح الصدور والوصف الجميل
والخلق العظيم ۝ وأقسم بالتين
إنه أكمل المخلوقين من علق
وشرفه وأمته بليلة القدر لمن
تريد الفخر والتعظيم ۝ ولم يكن الذين
كفروا من أهل الكتاب والمشركين
منفكين عنه بل زلزلهم بالعاديات
القارعة لكل مليم ۝ ولم يغنهم
التكاثر في العصر وويل لكل همزة
كأصحاب الفيل وكفار قريش
ومانع الماعون من ما وعد من
العذاب الأليم ۝ فجل من أعطى
المصطفى نهر الكوثر فهنئ المؤمنون
ومنعه الكافرون ۝ وأيد عليهم
بالنصر فتبت أيدي كل كفار أثيم
ولم يفز بالإخلاص إلا من آمن
برب الفلق والناس واتبع هدايته
وصراطه المستقيم ۝ وتمت
كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل
لكلماته وهو السميع العليم ۝

(ترجمہ) جملہ حمد و ثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے کلام قدیم کو فاتحہ سے شروع فرمایا اور سورۃ بقرہ، آل عمران اور نساء میں حلال و حرام کے متعلق احکام ودیعت فرمائے۔ اور اپنے مقربین کے لیے اپنے قرب و وصال کا مائدہ بچھایا۔ اور انعام (حیوانات) کو اپنے فضلِ عام اور انعام کا ذریعہ بنایا۔ اور اعراف سے ہمیں بلند کر کے انفال (اموال غنیمت) سے ہمیں مختص فرمایا اور صاحب قلب سلیم کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اور حضرت یونس، ہود اور یوسف کو نجات دی اور خوف رعد کو ابراہیم سے زائل کیا اس سورۂ حجر کو سورۂ نحل اور سورۂ اسرائیل کے ساتھ عزت بخشی اور اصحاب کہف و رقیم کی خبر دی۔ اور عیسیٰ بن مریم کو اس امر کی خوشخبری دی کہ حضور علیہ السلام طٰہٰ اور امام الانبیاء علیہ السلام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا مومنین پر اور ان کو نور فرقان اور صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ اور شعراء کو قرآن کے معارضہ سے عاجز کر دیا حالانکہ وہ نمل (چیونٹیوں کی طرح کثیر تھے اور ہر ایک ضلالت و گمراہی میں سرگرداں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ قصص کو نازل فرما کر اس ہستی پر جس کے لیے غار کے منہ پر عنکبوت (مکڑی نے جالا بنایا تھا) اور عرب و روم ان پر ایمان لائے نیز حکمت و دانائی میں لقمان سے بھی بڑھ گئے۔

کتنی مرتبہ آپؐ نے ہر سجدہ میں تسبیم خداوندی کی جب جنگ احزاب میں بڑی بڑی جماعتوں کو آپ کے مقابلہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سبا (قید کیا عیال مشرکین کو) اور آپ فاطر (شکست دینے والے تھے) اور جو لوگ گناہ گار کو یٰس پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی صافات کے ساتھ تو آپؐ نے صاد (یعنی شکار کیا اعداء کے زمر (جماعتوں کو) خداوند ذی الطول، صاحب قدرت کی تائید سے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غالب و حکیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکی امداد ایک ایسی قوم سے کی جن کی تلواروں سے مشرکین کو (فصلت) جدا کیا گیا۔ اور ان کے معاملات باہمی (شوریٰ (مشورہ سے طے پاتے تھے تو انہوں نے زخرف (جاہلیت کے ذخائر کو ختم کر دیا اور دخان (شرک کا دھواں اور پرانا جھوٹ مٹا ڈالا اور جب انبیاء علیہم السلام (گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے (جاثیہ) ہونگے۔ احقاف حشر میں تو حضرت محمدؐ نے شفاعت کی اجازت چاہیں گے اور ساتھ ہی فتح مبین اور فضل عظیم کی بشارت ملے گی۔

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں حجرات و مکانات کو ہر (قاف) یعنی آپ کے آثار پر چلنے والوں کے ذریعہ توڑا اور آپ کی نصرت ذاریات یعنی بکھیرنے والے لشکروں سے کی گئی اور آپکو صاحب طور حضرت موسیٰ کلیم پر فضیلت دی گئی۔

قسم ہے نجم (یعنی ستارے کی جب وہ گرے کہ حضورؐ کے لیے قمر (یعنی چاند کو دو ٹکڑے کیا گیا۔ جو رحمان (یعنی اللہ کا ہے تاکہ مخلص لوگ عزت و تکریم کے ساتھ کامیابی پائیں

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر واقعہ میں تائید فرمائی حدید یعنی فولادی رعب کے ساتھ تو آپ نے مجادلہ یعنی دلائل قویہ کے ساتھ قلوب کفار کو قطع کیا اور ان کے لیے حشر میں عذاب الیم مقرر فرمایا۔ اور (ممتحنہ) امتحان میں ڈالا ان کی صفوں کو ہر جمعہ میں اور منافقین کو تغابن اور عظیم رسوائی دی اور اللہ تعالیٰ نے طلاق اور تحریم کو حلال فرمایا۔ سو وہ مالک ہے ملک کا بڑے فضل والا ہے اس کا امر کاف اور نون میں ہے۔ الحاقۃ یعنی قیامت اس کا حکم ہے اس شخص کے لیے جو سائل ہو اس کا تفہیم کے ساتھ اور اسنے حضرت نوح ؑ کو ان کی قوم کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اور اس نے تمام جن و انس کو حضور علیہ السلام کی دعوت میں شامل فرمایا جو مزمل مدثر اور قیامۃ دہر کی خبر دینے والے ہیں نیز مرسلات (یعنی رحمۃ عامہ کی ہواؤں) کی نبأ عظیم دینے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ نازعات (یعنی مصیبت میں ڈالنے والا ہے اس شخص کو جو نبی علیہ السلام کے ساتھ عبس یعنی ترش روئی سے پیش آئے۔ آپ کی تشریف آوری سے شمس کفر میں تکویر یعنی بے نوری پیدا ہو گئی اور پھٹ گئے (انفطار) قلوب مطففین یعنی ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والے ہیں اور جو شخص میزان عدل سے نہ تولے اس کے ویل یعنی خرابی ہے۔

جب آسمان میں انشقاق ہوگا۔ یعنی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ باوجودیکہ وہ ذات البروج ہے یعنی برجوں اور قلعوں والا ہے اور طارق امر علی الاعلیٰ یعنی امر خداوندی کو ظاہر کرے گا۔ تو اس وقت کفار پر غاشیہ یعنی قیامت چھا جائے گی۔ اور یہ وہ وقت ہو گا جب طلوع ہو گی فجر سچائی کی ان لوگوں کے لیے جو اللہ کے دربار میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوں گے اور ظاہر ہوا متقین کے لیے بلد یعنی شہر مکہ مکرمہ میں شمس ایمان کا اور مخفی ہو گئی۔ لیل یعنی رات شرک کی۔

سو حمد ہے اللہ کے لئے جس نے شفع اور وتر کو اور ضحیٰ کو بزبان نبی کریم کے جو مختص ہے شرح صدر کے ساتھ مکمل فرمایا اور ان

کی وصفِ عظیم بیان فرمائی اور آنکو خلقِ عظیم عطا فرمایا۔
اور اس نے قسم کھائی "تین" یعنی انجیر کی
اس امر پر کہ اس نے مخلوق کو علق یعنی گھنے
ہوئے خون سے مکمل فرمایا اور اللہ تعالیٰ
نے حضور کی امت کو لیلۃ القدر سے مشرف
فرمایا جو فخر و تعظیم کے خواہاں ہوں اور اہل کتاب
مشرکین سبھی پیچھے ہٹنے والے نہ تھے تاوقتیکہ
ان کے پاس بینۃ یعنی واضح دلیل نہ آتی بلکہ
اللہ تعالیٰ نے ان کو زلزلہ یعنی جھنجھوڑا عادیات
کے ساتھ جو ہر ملامت کنندہ کے لئے قارعہ
یعنی کھٹکھٹا دینے والی ہیں اور ان کو تکاثر عصر
یعنی زمانہ میں کام آیا اور ویل ہے ہر ہمزہ
یعنی طعنہ باز کو اصحاب فیل اور کفار قریش اور
مانع ماعون کی مانند بسبب عذاب الیم موعودہ
کے۔ بس صاحب جلال ہے وہ ذات جس
نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہر کوثر
دی مومن اس سے پانی پئیں گے جبکہ کافرین
اس سے روک لئے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ
نے حضور کی مدد فرمائی نصر (مدد کے ساتھ) بس ہر
گنہگار کافر کے لئے تبت یعنی تباہی ہے اور
اخلاص سے وہی کامیاب ہوگا۔ جو رب الفلق
والناس پر ایمان لاکر اس کی راہ ہدایت پر
چلے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿﴾

بقیہ بیان القرآن

قائل ہے کہ پیغمبر کی زبان سے ہر کلام ہدایت
کسی نہ کسی کیفیت سے صادر ہوتا ہے اس لئے
پیغمبر ہی جامع مطالب کی تشخیص و تعیین کرکے
انہیں ہمارے محدود فہموں میں لا سکتا ہے
ظاہر ہے کہ وہ کلام خدا ہی کے رسول کا کلام
ہو سکتا ہے۔ جس نے پہلے خود کلام الٰہی کو اللہ
سے سنا اور اس کی رہنمائی سے سمجھا اور
اسی ذوق و کیفیت سے اپنے مخاطبوں کو سمجھایا
اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے کلام کے ساتھ
رسول اور کلام رسول کو اتارا تاکہ تلاوت آیات
کے بعد تعلیم و تربیت کے ذریعہ معانی کو سمجھ
کے قریب کر دے۔

جس طرح حق تعالیٰ نے اپنا قانون و کلام خود
ہی اتارنے کا ذمہ لیا۔ کہ مخلوق خود ویسا جامع
اور اٹل قانون بنانے پر قادر نہ تھی اسی طرح
اس کے شرح بیان کی ذمہ داری بھی حق تعالیٰ
نے خود ہی لی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے معانی
سمجھانے کا ذمہ بھی خود ہی لیا بیان (یعنی حدیث
یا سنت) مبہمات قرآنی کے لئے وضاحت
مشکلات قرآنی کے لئے تفسیر، مخفیات
قرآنی کیلئے اظہار، کنایات قرآنی کے
لئے تصریح ہے۔

(بقیہ بچوں کا صفحہ)

تو کوئی چیز اس کو نہ ہٹا سکے گی پسینوں پر
پر پسینے آنے لگیں گے پیاس کی شدت بڑھ
جائے گی۔ اور تو جان کنی کی سختی میں کروٹیں
بدلتا ہوا رہ جائے گا۔ افسوس صد افسوس
اے وہ شخص جو آج مرتے وقت اپنے بھائی
کی آنکھ بند کر رہا ہے۔ اپنے بیٹے کو مرتے
اور دم توڑتے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے والدین
کو اپنی نظروں کے سامنے سسکتے اور دم توڑتے
دیکھ رہا ہے۔ ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے
کسی کو کفن دے رہا ہے کسی کے جنازے کے
ساتھ جا رہا ہے کسی کو قبر کے گڑھے میں ڈال
رہا ہے۔ یاد رکھ کل کو تجھے بھی یہی پیش آنا
ہے۔ اور بھی اس قسم کی باتیں فرمائیں پھر دو
شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ آدمی ایسی
چیز کے ساتھ خوش ہوتا ہے جو عنقریب فنا
ہونے والی ہے۔ اور لمبی لمبی آرزوؤں
اور دنیا کی امیدوں میں مشغول رہتا ہے
اے بیوقوف خواب کی لذتوں سے دھوکہ
میں نہیں پڑا کرتے۔ تیرا دن سارا غفلت
میں گذرتا ہے۔ اور تیری رات سونے میں
موت تیرے اوپر سوار ہے۔ آج تو کام کر
رہا ہے۔ کہ کل کو ان پر رنج کرے گا
دنیا میں چوپائے اسی طرح زندگی گذارتے ہیں
جس طرح تو گذار رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ اس
واقعہ کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ
کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال ہوگیا۔

(بقیہ اداریہ)

خاص کر ظفر اللہ خان نے عجیب و غریب سودا کیا
ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کا فرمان اٹل اور غیر
متبدل ہے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ
وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ (یہود
اور نصاریٰ آپ سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے جب
تک آپ ان کے مذہب کے پیرو نہ ہو جائیں)
اس ارشاد ربانی کی روشنی میں یہ امید رکھنا کہ
نصاریٰ اور یہود ہم پر اعتماد کریں یا ہم سے
وہ وفا کریں گے خود فریبی ہے۔ بہرحال امریکہ کا
یہ طرز عمل ہندوستان سے روا داری نہیں ہے اس
کو طوطا چشمی یا خود غرضی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے
آپ یہ معلوم کرکے حیران ہوں گے۔ کہ اب جب
کہ افغانستان اور اس کے حامی قبائل نے ہماری
سرحدات کے خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمارے
کاموں میں مزید اضافہ کر ڈالا ہے۔ حتیٰ کہ پاکستان
کو ان کے خلاف جٹ طیارے استعمال کرنے پڑے
امریکی دوست ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے
کوئی امریکی ہتھیار تو استعمال نہیں کیا؟ ہمارے صدر
محترم نے اچھا جواب دیا ہے۔ کہ ہم امریکی ہتھیاروں
کو روئی میں لپیٹ کر حفاظت سے رکھ کر اپنے دفاع
سے غافل نہیں ہوسکتے۔ امریکہ کی یہ فنی اور حربی اداء
بھی عجیب ہوئی۔ امریکی ہتھیار نہ ہوئے۔ مشرق کی معصوم
دلہن ہوئی کہ اس کو حریر و دیباج کے لباس میں محفوظ
کرکے لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھا جائے۔ اگر امریکی
ہتھیار ہماری سرحدات کی حفاظت اور دفاع میں استعمال
نہیں کیا جا سکتا تو کیا یہ اس لئے عطا فرمائے گئے
ہیں۔ کہ ان سے خود اہل ملک یا علماء کا سر کچلا جائے
تاکہ پادریوں کے لئے میدان صاف ہو جائے۔

ہم مانتے ہیں کہ اہل امریکہ کا اس وقت اپنے
حریف روس کی چند در چند تازہ کامیابیوں سے
پریشان ہو جانا قدرتی بات ہے۔ مگر دماغی توازن
تو بہرحال قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر ہم ان ہتھیاروں
کو بوقت ضرورت استعمال نہیں کر سکتے تو ان سے
فائدہ ہی کیا ہے۔ بہرحال اس وقت امریکی پالیسی
ہماری سمجھ میں نہیں آرہی اور سچ پوچھیں تو امریکہ
کی یہی پالیسی اعصابی جنگ میں روس کے مقابلہ
میں اس کی کمزوری کا سبب بنی ہے۔ جو اپنے
دوست ممالک کی کھلم کھلا امداد کرتا رہتا ہے
امید ہے کہ ہماری حکومت پرانے سیاستدانوں کی
لکیر کی فقیر نہ بنے گی۔ بلکہ اپنے مستقبل کے بارہ
میں ایک حقیقت پسندانہ پالیسی وضع کرے گی۔

دوسری طرف ہم امریکہ پر بھی واضح
کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دوست ممالک کو اس طرح
نظر انداز کرنا عالمی سیاست میں کلی شکست
پر بھی منتج ہوسکتا ہے۔ اتنی بات تو یقینی
ہے۔ کہ اگر پاکستان آج سابق معاہدہ بغداد
کی ممبری سے علیحدہ ہو جائے تو اس کی کوئی
حیثیت باقی نہیں رہ سکتی رہا روس سے خطرہ
تو وہ تو محض امریکہ دوستی کا نتیجہ ہو سکتا ہے
ورنہ ہم نے روس کا کیا بگاڑا اور روس
نے ہمارا کون سا ملک غصب کیا ہماری تو
قطعی رائے یہ ہے کہ پاکستان سے لے کر مراکش
تک اہل اسلام باہمی معاہدات کے ذریعہ اخوۃ
اسلامیہ کے رشتہ میں منسلک اور اغیار سے
علیحدہ ہوکر سوچیں اور مقصد اللہ تعالیٰ کے دین
کی برتری ہو۔ تو دیکھئے غیبی امداد کے کتنے دروازے
کھلتے اور دشمنان اسلام کیسے ذلیل ہوتے ہیں۔

ہمارے اپنے اندر کے مناقشات تو ان کا
فیصلہ اہل اسلام کا وفاق یا اسلامی اقوام متحدہ
اغیار کی بہ نسبت زیادہ بہتر کرسکے گی۔



بچوں کا صفحہ

حضرت عمرؓ بن عبد العزیز کا واقعہ

حاجی کمال الدین صاحب مدرس، لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور قبرستان پہنچ کر الگ ایک جگہ بیٹھ کر کچھ سوچنے لگے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو اس جنازے کے ولی تھے اور آپ ہی الگ بیٹھ گئے اس کی کیا وجہ۔ فرمایا ہاں مجھے ایک قبر نے آواز دی اور مجھ سے یوں کہا کہ اے عمر بن عبد العزیز رضؓ تو مجھ سے یہ نہیں پوچھتا کہ میں ان آنے والے مُردوں کے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں۔ میں نے کہا "ضرور بتا"۔

"قبر نے جواب دیا کہ میں ان کے کفن پھاڑ دیتی ہوں۔ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں خون سارا چوس لیتی ہوں۔ گوشت کھا لیتی ہوں۔ اور بتاؤں کہ آدمی کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ مونڈھوں کو باہوں سے جُدا کرتی ہوں اور باہوں کو پہنچوں سے جدا کرتی ہوں اور سرینوں کو بدن سے جدا کرتی ہوں اور سرینوں کو رانوں سے الگ کر دیتی ہوں اور رانوں کو گھٹنوں سے اور گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو پاؤں سے جدا جُدا کر دیتی ہوں،" یہ فرما کر حضرت عمر بنؓ عبد العزیزؓ رونے لگے اور فرمایا کہ دنیا کا قیام بہت ہی تھوڑا ہے اور اس کا دھوکا بہت زیادہ ہے۔ اس میں جو عزیز ہے وہ آخرت میں ذلیل ہے۔ اس میں جو دولت والا ہے وہ آخرت میں فقیر ہے اس کا جوان بہت جلد بوڑھا ہو جائیگا اس کا زندہ بہت جلد مر جائے گا۔ اس کا تمہاری طرف متوجہ ہونا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ بے وفا دنیا کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے اور بے وقوف وہ ہے جو اس کے دھوکے میں پھنس جائے۔

کہاں گئے وہ مال دار جنہوں نے بڑے بڑے شہر بسائے۔ بڑی بڑی نہریں نکالیں۔ نہایت خوشنما باغ لگائے اور اونچی اونچی عمارتیں بنوائیں۔ بہت ہی تھوڑے دن رہ کر سب کو چھوڑ کر چل دیئے۔ اب دیکھ لو کہ مٹی نے اُن کے بدنوں کا کیا حال کر دیا۔ کیڑوں نے کھا کھا کر جسموں کو کیسے چھلنی کر دیا۔ وہ لوگ دنیا میں اونچی اونچی مسہریوں پر اونچے اونچے فرش اور نرم نرم گدوں پر نوکروں اور خادموں کے درمیان آرام کرتے تھے۔ عزیز و اقارب رشتہ دار اور پڑوسی ہر وقت دلداری اور چاپلوسی کو تیار رہتے تھے لیکن اب کیا ہو رہا ہے آواز دیکر ان سے پوچھ کہ کیا گزر رہی ہے۔ غریب امیر۔ شاہ اور گدا سب ایک میدان میں پڑے ہیں۔ اُس مالدار سے پُوچھ کہ اُس کے مال نے کیا نفع دیا۔ اس کی زبان کا حال پوچھ جو بہت چہکتی تھی۔ جھوٹ غیبت سے کام لیتی تھی یا ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتی تھی۔ اس کی آنکھوں کو دیکھ جو ہر طرف دیکھتی تھی۔ اس کے نرم و نازک چہرے کا حال پوچھ کہ کیا ہوا۔ اس کے نازک بدن کو معلوم کر کہ کہاں گیا۔ اور کیڑوں نے ان سب کا کیا حشر کیا۔ اُن کے رنگ کالے کر دیئے۔ اُن کا گوشت کھا لیا۔ ان کے منہ پر مٹی ڈال دی۔ اعضاء کو الگ الگ کر دیا۔ جوڑوں کو توڑ دیا۔ آہ! کہاں ہیں اُن کے خدام جو ہر وقت حاضرِ خدمت رہتے تھے۔ کہاں ہیں وہ ان کی کوٹھیاں اور بنگلے جن میں وہ آرام کرتے تھے۔ کہاں ہیں اُن کے وہ مال اور خزانے جن کو وہ جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے۔ افسوس اُن خدام اور عزیزوں نے اس کو قبر میں کھانے کے لیئے کوئی توشہ بھی نہ دیا اور اس کی قبر میں کوئی بستر۔ تکیہ اور بچھونا بھی نہ رکھ دیا۔ بس یونہی زمین پر ڈال دیا۔ کوئی درخت پھول پھلواری چمن باغیچہ بھی نہ لگا دیا۔ آہ! اب وہ اکیلے ہی پڑے ہیں اندھیرے میں پڑے ہیں۔ اُن کے لئے اب رات دن برابر ہے۔ دوستوں سے نہیں مل سکتے۔ کسی کو اپنے پاس بُلا نہیں سکتے۔ کتنے نازک بدن مرد اور نازک بدن عورتیں آج کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں۔ ان کے بدن بوسیدہ ہیں ان کے اعضاء الگ الگ پڑے ہوئے ہیں۔ آنکھیں نکل کر منہ پر گر گئیں۔ گردن جدا پڑی ہوئی ہے منہ میں پانی اور پیپ بھرا ہوا ہے اور سارے بدن میں کیڑے چل رہے ہیں۔ وہ تو اس حال میں پڑے ہیں اور اُن کی بیویوں نے دوسرے نکاح کر لئے وہ مزے اڑا رہی ہیں بیٹوں نے جائداد مکان اور زمین پر قبضہ کر لیا اور وارثوں نے مال تقسیم کر لیا، مگر بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو اپنی قبروں میں بھی لذتیں اڑا رہے ہیں۔ ترو تازہ چہروں کے ساتھ راحت و آرام میں ہیں۔ لیکن یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس دھوکے کے گھر میں اُس گھر کو یاد رکھا۔ اس کی اُمیدوں سے اس کی امیدوں کو مقدم کیا۔ اور اپنے لئے توشہ جمع کر لیا۔ اور اپنے پہنچنے سے پہلے جانے کا سامان کر لیا۔ اے وہ شخص جو کل کو قبر میں ضرور جائے گا تجھے اِس دنیا کے ساتھ آخر کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ کیا تجھے اُمید ہے کہ یہ کم بخت دنیا تیرے ساتھ رہے گی۔ کیا تجھے یہ امید ہے کہ تو اِس کوچ کے گھر میں ہمیشہ رہے گا۔ تیرے یہ وسیع مکانات و محلات یہ تیری عالی شان کوٹھیاں اور زمینوں کے مربعے یہ تیری پیاری اولاد اور عزیز و اقارب اور یہ تیرا مال و متاع روپیہ پیسہ سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔ جب ملک الموت آ کر مسلط ہو جائیگا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

[illegible]